السیف المسلول

لاعداء

خلفاء الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رئیس المناظرین
ابوالفضل مولانا قاضی محمد کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ

قاضی محمد کرم الدین دبیر اکیڈمی پاکستان
0543-543444, 0333-5783036

السیف المسلُولَ

لاعداءِ

خلفاءِ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلف

حضرت مولانا کرم الدین دبیر رحمہ اللہ

ناشر

قاضی کرم الدین دبیر رحمہ اللہ اکیڈمی، پاکستان

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ——— السیف المسلول لاعداءِ خلفاءِ الرسول ﷺ
مصنف ——— ابوالفضل مولانا قاضی کرم الدین دبیر رحمہ اللہ
مقدمہ وحواشی ——— حافظ عبدالجبار سلفی
ناشر ——— قاضی کرم الدین دبیر اکیڈمی، پاکستان 0333-5783036
طبع اول ——— 1899ء
طبع دوم ——— 1929ء
طبع سوم ——— اکتوبر 2011ء

ملنے کے پتے:

(۱) ادارہ مظہر التحقیق، متصل جامع مسجد ختم نبوت کھاڑک، ملتان روڈ، لاہور

0333-4742178

(۲) دفتر ماہ نامہ ''حق چار یارؓ'' جامع مسجد میاں برکت علی، ذیلدار روڈ، اچھرہ، لاہور

(۳) دفتر تحریک خدام اہل سنت پاکستان، مدنی جامع مسجد، بھون روڈ، چکوال

(۴) حافظ محمد زبیر H-128، واپڈا ٹاؤن، لاہور 0333-4146562

(۵) جامع مسجد حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ 394- ایل بلاک سبزہ زار سکیم ملتان روڈ، لاہور

انتساب

۱۹۳۶ء میں سلانوالی، ضلع سرگودھا میں ایک علمی و فکری نشست میں "**السیف المسلول**" کے مصنف مولانا **قاضی محمد کرم الدین دبیر** رحمہ اللہ نے پہلی مرتبہ مولانا **محمد منظور نعمانی** رحمہ اللہ کو دیکھا، متواتر تین دن اُن کے ساتھ خیالات و اشکالات کا تبادلہ ہوا، مولانا **محمد منظور نعمانی** رحمہ اللہ کی متانت، فراست، علمی وجاہت اور زہد و تقویٰ سے عبارت شخصیت نے ایسا انقلاب برپا کر دیا کہ مولانا **کرم الدین** رحمہ اللہ نے اپنے رشکِ زمانہ فرزند مولانا **قاضی مظہر حسین** رحمہ اللہ کو دورۂ حدیث کے لیے دارالعلوم دیوبند روانہ کرنے کا اعلان کیا۔ شیخ الاسلام مولانا **سید حسین احمد مدنی** رحمہ اللہ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہونے کی درخواست کی......اور عملی طور پر اپنے خاندان کو اہل سنت کے دیوبند مکتبۂ فکر کا ترجمان بنا دیا...... "**السیف المسلول**" کی اس جدید اشاعت کا **انتساب** محسنِ خاندانِ دبیر رحمہ اللہ مولانا **محمد منظور نعمانی** رحمہ اللہ کے نام کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ لحہ بہ لحہ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین

عبدالجبار سلفی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہدیۂ عقیدت

ہوا کے دوش پر سوار ایک سیمابی شخصیت

مولانا قاضی کرم الدین دبیر رحمہ اللہ:

خداوند قدوس نے چمنِ دہر میں بے شمار خوش رنگ پھول کھلائے، دل رُبا اور دل فریب صورتیں صفحۂ ہستی پر نقش کیں۔ وہ سب اُجلی شخصیات، جنہوں نے خدمتِ دین کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا اور بالآخر زمانہ کی حریص نظریں اُنہیں کھا گئیں، اور وہ منوں مٹی تلے جا چھپیں۔ ان میں ایک نامی گرامی نام ''مولانا قاضی کرم الدین دبیر رحمہ اللہ'' کا بھی ہے۔

پنجاب کے معروف ضلع، چکوال کی ایک بستی ''بھیں'' کے قبرستان میں اس شیر کا کچھار ہے۔ جس نے ساری زندگی عیسائیت، رافضیت اور مرزائیت سمیت بانی فتنۂ قادیان مرزا غلام احمد کی عقل کے طوطے اڑائے رکھے۔ سورج طلوع ہوتا ہے، پھر غروب ہو جاتا ہے۔ گردشِ لیل و نہار جاری ہے۔ گرم و سرد ہوا کے جھونکے آتے جاتے رہتے ہیں۔ اس قبرستان کے قریب سے روزانہ درجنوں لوگوں کا گذر ہوتا ہے اور چکوال شہر سے بلا مبالغہ سینکڑوں اور ہزاروں کی آمد و رفت ہوتی ہے۔ مگر بہت کم لوگ یہاں ذرا رُک کر سوچتے ہوں گے کہ اس مٹی میں کتنے قیمتی جواہر چھپے ہوئے ہیں۔

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم ❶
تو نے وہ گنجہائے گرانمایہ کیا کیئے؟

---

❶ بخیل، کنجوس۔

بعض دفعہ والد اولاد کی پہچان اور تعارف بن جاتا ہے۔ کئی نا اہل اور کم صلاحیت لوگ اپنے نامی گرامی والد کا سہارا لے کر ''پدرم سلطان بُود'' کا ڈھنڈورہ پیٹتے ہیں۔ اور بعض دفعہ اولاد والدین کیلئے موجب عزت اور باعث تعارف وافتخار بن جاتی ہے۔ لیکن بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کی پہچان بن جائیں۔ مولانا قاضی کرم الدین دبیر رحمہ اللہ اور آپ کے فرزند مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ، دونوں ایک دوسرے کی پہچان ہیں۔ قاضی کرم الدین رحمہ اللہ کی قسمت پہ زمانہ رشک کرتا ہے کہ انہیں مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ جیسا لختِ جگر ملا۔ جنہوں نے اپنے علم وعمل، فضل ونیابت اور وثاقت وجلالت سے سُنی قوم کا سرِ افتخار بلند کر دیا۔ اور حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بخت رسائی کے کیا کہنے کہ انہیں رئیس المناظرین ابوالفضل مولانا قاضی کرم الدین دبیرؒ جیسے عظیم المرتبت والد کا سایہ ملا۔ بلاشبہ یہ دونوں باپ بیٹا آسمانِ عظمت کے درخشندہ ستارے سمجھے جاتے ہیں۔

ولادت:

حضرت مولانا کرم الدین رحمہ اللہ کا سنِ ولادت ۱۸۵۳ء ہے۔ والد کا نام ''صدرالدین'' اور قوم ''اعوان'' ہے۔ تاریخ وفات ۱۷، جولائی ۱۹۴۶ء ہے۔ دبیر رحمہ اللہ تخلّص تھا۔ آپ کی سوانح حیات ''احوالِ دبیر رحمہ اللہ'' کے نام سے راقم الحروف نے لکھی ہے ❶۔ جو پونے چار سو صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں اس یگانۂ روزگار ہستی کے حالات اور خدمات کا کسی قدر تذکرہ کیا گیا ہے۔ یہاں چونکہ گنجائش نہیں ہے اس لئے قارئین آپ رحمہ اللہ کے مفصل احوال جاننے کے لئے اس کتاب کی طرف رجوع فرمائیں۔

---

❶ ''احوالِ دبیر رحمہ اللہ'' کے یکے بعد دیگرے دو ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ پہلا ایڈیشن ''گوشہ علم'' واپڈا ٹاؤن لاہور کی جانب سے محترم بھائی حافظ محمد زبیر نے طبع کروایا، اور اب دوسری مرتبہ ''قاضی کرم الدین دبیر اکیڈمی'' کی جانب سے حضرت دبیر رحمہ اللہ کے نبیرہ جناب حضرت قاضی ظہور الحسین اظہر مدظلہ نے زرکثیر صرف کر کے شائع کروائی ہے۔

فتنوں کا تعاقب، فکری بصیرت اور نظری فراست:

اللہ تعالیٰ نے فرقہائے باطلہ کے استیصال کے لئے جو آپکو استقامت اور جذبہ نصیب فرمایا تھا، وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ آپ رحمہ اللہ کی غزارت اور لیاقتِ علمی نے ہی مرزا قادیانی کو چاروں شانے چت کیا تھا۔ میدانِ مناظرہ سے عدالت کے کٹہرے تک جو اس فتنہ کے تارو پود آپؒ نے بکھیرے، تاریخ انہیں کبھی بھول نہیں سکتی۔ قلتِ علم یا قلتِ ظرف کی وجہ سے کوئی مؤرخ غضِ بصر کر جائے تو الگ بات ہے، ورنہ آپ کی روشن خدمات تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہیں۔ مرزا قادیانی کے ساتھ عدالتی و قانونی کاروائی آپ رحمہ اللہ نے خود ''تازیانۂ عبرت'' کے نام سے قلمبند فرمائی تھی۔ جو آپ رحمہ اللہ کی زندگی میں دو بار طبع ہوئی۔ بعدازاں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے ایماء پر اس کی عکسی اشاعت [1] کی گئی تھی۔

علاوہ ازیں آپ رحمہ اللہ نے رفض و بدعت کی تردید میں لاجواب کتاب ''آفتاب ہدایت'' لکھی، جو خطۂ ہند میں واقعتاً ہدایت کا سورج ثابت ہوئی۔ آپ رحمہ اللہ کے قلم اعجازِ رقم کا نتیجہ تھا کہ بے شمار لوگ اس کتاب کو پڑھ کر جادۂ حق پر آئے۔ شیعہ مذہب کے قصص اختراعیہ کا براہین قاطعہ سے رد کیا۔ اور شیعہ سنی اختلافی مسائل کو آپ رحمہ اللہ نے ایسی حُسن ترتیب دے کر پیش کیا کہ آنے والوں وقتوں میں مناظرین یہ کتاب پڑھ کر رفض کی بیخ کنی میں آسانی محسوس کرتے تھے۔

اگرچہ اس سے کچھ عرصہ قبل بڑی بڑی علمی کتب لکھی جا چکی تھیں۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی'' ھدیۃ الشیعہ'' مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کی'' ھدایۃ الشیعہ'' مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کی'' ھدایات الرشید''اور'' مطرقتہ الکرامتہ علیٰ مرأۃِ الامامہ'' مولانا احتشام الدین مرادآبادی رحمہ اللہ کی'' نصیحتہ الشیعہ'' وغیرہ ایک سے بڑھ کر ایک تھیں۔

مگر یہ زیادہ تر علماء کرام کے مطالعہ کے لئے تھیں، مولانا کرم الدین رحمہ اللہ نے

---

[1] اب ''تازیانہ عبرت'' کا جدید اڈیشن مع حواشی دیدہ زیب طباعت میں چھپ چکا ہے۔

''انزلوا الناس منازلھم ❶ '' کے پیش نظر آفتاب ہدایت میں ایسا اسلوب اختیار فرمایا کہ گویا کتاب زمانے کے ساتھ ساتھ چلتی جا رہی ہو۔ یعنی ہر زمانہ اور ہر ظرف کے قاری بآسانی اس سے فائدہ اٹھاتے چلے آرہے ہیں۔ اس کتاب نے آج تک دشمنانِ صحابہ رضی اللہ عنہم کو چین نہیں لینے دیا۔ غلام حسین نجفی آنجہانی نے اپنی ایک کتاب میں مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ سے طرزِ تخاطب یوں اختیار کیا۔

''قاضی مظہر اپنے باپ کی طرح دشمنِ اہل بیت میں مشہور و معروف ہے ❷ اور ایک مقام پر یوں سُرخی جمائی ہے۔

'' آفتاب ہدایت، مؤلف کرم دین، وکیلِ عثمان بے لگام از چکوال ❸۔ شیعہ مجتہد محمد حسین ڈھکو مولانا دبیر رحمہ اللہ کے دلائل کا توڑ تو نہ کر سکے البتہ ان کے دل میں بُغضِ صحابہؓ کے تنے ہوئے خیمے سے یوں آواز آئی۔

''ہم مولوی کرم الدین اوران کے اتباع واذناب کو ان کے بارہ خلفاء کی قسم دے کر پوچھتے ہیں کہ ان پندرہ شہادات کے جوابات میں ہم نے جو الزامی و تحقیقی حقائق پیش کئے ہیں۔ اُن کے پیش نظر ابوبکر کے دامن میں کوئی سی فضیلت بھی رہ جاتی ہے؟ یا ان کے دین وایمان اور فضل وشان کا جنازہ بڑی دھوم دھام سے نکل جاتا ہے۔

سُنیو! اب بھی تم فضائل ابوبکر بیان کرنے سے باز نہ آؤ گے؟ ❹۔

---

❶ (ترجمہ) لوگوں کی حیثیت اور سوجھ بوجھ کے مطابق دعوت دو۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب باب فی تنزیل الناس منازلھم)

❷ ماتم اور صحابہؓ صفحہ نمبر ۱۳۱۔

❸ قولِ مقبول فی اثباتِ وحدتِ بنتِ رسول، ص ۵۲۵۔ (مطبوعات، جامعۃ المنتظر، H بلاک، ماڈل ٹاؤن، لاہور)۔

❹ تجلیات صداقت ص ۱۶۱۔ یہ کتاب ڈھکو صاحب نے حضرت دبیرؒ کی ''آفتاب ہدایت'' کا بزعم خود جواب لکھا ہے۔ اس کے جواب الجواب میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ کی ''تجلیات صداقت پر ایک اجمالی نظر'' اور علامہ ڈاکٹر خالد محمود کی ضخیم کتاب ''تجلیات آفتاب'' کا مطالعہ کیجئے۔

ڈھکو صاحب نے مولانا کرم الدین رحمہ اللہ پر دانت پیستے ہوئے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بے ادبی کی ہے، ہم یہاں اس پر تبصرہ نہیں کریں گے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ادب وہی کرتا ہے، جس کے نسب میں شرافت ہو۔ ہم تو صرف اپنے قارئین کو حضرت دبیر رحمہ اللہ کی علمی ہیبت کی جھلک دکھانا چاہتے ہیں۔ انیسویں صدی میں قادیانیوں اور شیعوں کا لٹریچر اٹھا کر دکھ لیجئے۔ ''تاریخِ احمدیت'' میں مرزائیوں نے صفحہ بہ صفحہ آپ رحمہ اللہ کی ذات پر کیچڑ اُچھالا ہے۔ اور یہی طرزِ عمل اہل تشیع کا ہے۔ یہ اس بات کا روشن ثبوت ہے کہ مولانا کرم الدین رحمہ اللہ نے اپنی علمی قوت سے ان فرقہائے باطلہ کو دہکتے انگاروں پر کبابوں کی طرح بُھونا ہے۔

آوے گی میری قبر سے آواز میرے بعد
ابھریں گے عشقِ دل سے ترے راز میرے بعد
بیٹھا ہوں میرؔ مرنے کو اپنے میں مستعد
پیدا نہ ہوں گے مجھ سے بھی جانباز میرے بعد ❶

السیفُ المسلُول:

یہ مختصر مقالہ مولانا کرم الدین دبیر رحمہ اللہ نے اصحاب ثلاثہؓ (حضرات ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین) کی فضیلت ومنقبت پر لکھا تھا۔ اور یہ ''آفتابِ ہدایت'' سے بہت پہلے لکھا گیا تھا، باعث اس تالیف کا یہ تھا کہ اس زمانہ میں سید احمد شاہ نامی ایک شیعہ عالم نے بذریعہ اشتہار اصحابِ رسول ﷺ پر بے جا اعتراضات کر کے اہل سنت سے جواب طلب کیا تھا۔ سید احمد شاہ کی علمی قابلیت سے مولانا کرم الدین رحمہ اللہ بخوبی واقف تھے کیونکہ ۲۵، جنوری ۱۹۱۸ء میں اس کے ساتھ ایک مناظرہ آپ رحمہ اللہ کر چکے تھے اور قبل ازیں بھی کئی ایک مباحث میں یہ حضرت دبیر رحمہ اللہ کے ہاتھوں علمی شکست کھا چکے تھے۔ جب انہوں نے

---

❶ انتخاب میر ص ۱۸۱۔

یہ اشتہار شائع کر کے علماءِ اہل سنت سے جواب طلب کیا تو آپ رحمۃ اللہ نے اپنے اشہب قلم کو جولانی دے کر محض چار یوم میں اپنی تبلیغی، تصنیفی مصروفیات اور دیگر اسفار و مشاغل کے باوجود یہ جواب لکھ کر اصحاب ثلاثہؓ کی عظمت کو آشکارا کیا۔ اور اس کا نام "السیف المسلول لاعداءِ خلفاءِ الرسول ﷺ" تجویز کیا، یعنی حضور علیہ السلام کے خلفاءؓ کے دشمنوں کے لئے برہنہ تلوار۔ راقم الحروف نے حسبِ ضرورت کہیں کہیں توضیحی عبارات حاشیہ میں دے دی ہیں۔

اور بعض جگہ مغلق الفاظ کے معنی بھی لکھ دیئے ہیں۔ اب یہ تاریخی کاوش "مولانا قاضی کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ اکیڈمی" کی جانب سے زیور طباعت سے آراستہ کر کے پیش کی جارہی ہے۔ اور بہت جلد حضرت دبیر رحمۃ اللہ کی دیگر شہرۂ آفاق کتب "آفتاب ہدایت، تازیانہ عبرت، ہدیۃ الاصفیاء اور فیض باری" بھی منصۂ شہود پر لائی جائیں گی [1]۔ انشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ مولانا قاضی ظہور الحسین اظہر صاحب (امیر تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان) کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ آپ اپنے دادا جی مولانا کرم الدین رحمۃ اللہ کے نام کی مالا جپتے ہیں، اور یہ عزم کیئے ہوئے ہیں کہ اپنے عظیم والد گرامی مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ اور عظیم جد امجد کی جملہ نگارشات باری باری منظر عام پر لائیں گے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلاف کی میراث سنبھالنے اور قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اہل سنت والجماعت کو قدم بقدم کامرانی نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

عبدالجبار سلفی
خطیب جامع مسجد حسان بن ثابتؓ
ایل بلاک، سبزہ زار سکیم، لاہور۔
ادارہ مظہر التحقیق، متصل جامع مسجد
ختم نبوت، کھاڑک، ملتان روڈ، لاہور۔
۲۷، فروری، ۲۰۱۱ء

---

[1] بحمد اللہ یہ کتب اب زیور طباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدّمہ

(از مصنف رحمہ اللہ)

الحمد للّٰہ ذی العزۃ والمجد والعُلیٰ والصلٰوۃ والسّلام علٰی رسولہٖ محمد خیر الوریٰ وعلٰی اٰلہٖ اہل البر واتقی، واصحابہٖ نجوم الھُدٰی ۔ اما بعد ۔

بہت تھوڑا عرصہ ہوا کہ ایک شیعہ ''احمد شاہ'' صاحب (ساکن ضلع راولپنڈی) نے ایک میعادی اشتہار شائع کر کے فرقہ اہل سنت والجماعت سے جواب طلب کیا ہے۔ اور بڑی شدومد سے اعلان کیا ہے کہ کوئی صاحب اس کا جواب چھ ماہ تک دیں۔ اشتہار میں کوئی نئی بات نہیں، وہی ایک دو پرانے سوالات ہیں جو ہمیشہ شیعہ صاحبان کیا کرتے ہیں۔ اور اُن کے جوابات علماءِ اہل سنت کی طرف سے بارہا سن چکے ہیں۔ مشتہر صاحب نے محض فرقہ اہل سنت والجماعت کا دِل دکھانے اور دونوں فرقوں (شیعہ وسُنی) کے مابین تخم نفاق ❶ بونے کی غرض سے یہ اشتہار لکھ دیا ہے۔ جس میں اسلامی پیشواؤں، آنحضرت ﷺ کے سچے اور مانے ہوئے خلیفوں، اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی پاک ذوات پر حملہ کیا گیا ہے۔ افسوس کہ آج کل انقلابِ زمانہ سے ایسا تو کوئی مردِ باخدا دنیا میں ڈھونڈنے سے نہیں ملتا، جو بنی نوعِ انسان میں اتفاق اور اتحاد بڑھانے کی سبیل پیدا کرنے کی سعی کرے۔ لیکن

---

❶ دوغلے پن کا بیج بونا

اختلاف ڈالنے اور تفرقہ پیدا کرنیوالے ہزاروں پہلوان ہر طرف گونجتے پھرتے ہیں۔

قبل اس کے ''احمد شاہ'' عیسائی نے کتاب ''امہات المومنین'' میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کی بے ادبی کر کے مسلمانوں کی دل آزاری کی کونسی کسر باقی چھوڑی تھی۔ جس کو پورا کرنے کے لئے اُنہی کے ہم نام ''احمد شاہ'' صاحب شیعہ نے یہ رنج دہ اشتہار لکھ ڈالا۔ جس میں حضور ﷺ کے مخلص اور برگزیدہ احباب، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان پاک میں گستاخی کی گئی ہے۔ افسوس صد افسوس

طاقتِ نیکی نداری، بدمکن ❶

چاہیے تو یہ تھا کہ ہمارے دوست احمد شاہ صاحب، جو فرقہ اہل سنت والجماعت کے گھر میں پیدا ہوئے اور انہی کے گھر میں پرورش پا کر علم سیکھا ہے۔ اب اگر کسی مصلحت سے یا اتفاق سے وہ فرقہ شیعہ میں جا ملے ہیں، وہ اس بات کی کوشش کرتے کہ دونوں فرقوں میں رابطۂ اتحاد پیدا ہو اور باہمی اتفاق و محبت کی صورت قائم ہو۔ لیکن

ہر یکے را بہر کارے ساختند

شاید ان کے مقدر میں شر انگیزی اور فتنہ اندازی ہی لکھی ہوگی۔ بہر حال ہم کو جس قدر افسوس احمد شاہ صاحب شیعی پر اس اشتہار کے دیکھنے سے ہوا ہے۔ اس قدر افسوس ''احمد شاہ'' عیسائی کی کتاب پڑھنے سے نہیں ہوا۔ کیونکہ ''احمد شاہ'' عیسائی نے تو مدت سے ربقۂ اسلام ❷ اپنی گردن سے اتار کر زنارِ شرک گلے میں لٹکایا ہوا ہے۔ اس کو اسلام اور اہل اسلام سے ذاتی عناد ہے۔ اس نے جو کچھ گستاخی کی ہے، اس کا موجب قلبی عناد ہے۔ لیکن احمد شاہ صاحب شیعی نے باوجود مسلمان اور پھر سید کہلوانے کے ایسا شرمناک اور شر انگیز اشتہار شائع کر کے مسلمانوں کے ایک عظیم الشان فرقہ ''اہل سنت والجماعت'' کی دل شکنی کیوں کی؟ حقِ نمک نہ سہی، آخر اسلامی اخوت کا تو کچھ پاس کیا ہوتا۔

---

❶ اگر تو نیکی کی طاقت نہیں رکھتا تو برائی بھی نہ کر۔

❷ ربقۂ، رسی کے حلقہ کو کہتے ہیں۔

شیعہ وسنی دونوں فرقے ایک خدا کی پرستش کرنے والے، ایک نبی، ایک قرآن پر ایمان لانے والے اور ایک قبلہ کی طرف سر جھکانے والے ہیں۔ پھر افسوس ان دو متحد المقاصد فرقوں میں احمد شاہ شیعی جیسے ''ریکروٹ'' نئے بھرتی ہونے والے حضرات اتحاد قائم نہیں رہنے دیتے اور اپنی مفسد تحریروں سے ان کے درمیان نائرہ ❶ نفاق مشتعل کرنا چاہتے ہیں۔ ورنہ اصول دین میں باہمی کوئی تفریق نہیں۔ اور قوم کی بدبختی سے آپس میں مغائرت اور بیگانگی سمجھی جاتی ہے ❷ اور باہمی فضول خانہ جنگیوں سے اپنی قوم کو ضعف اور دوسری اقوام کو تقویت دی جارہی ہے۔ اس خیال پر دونوں فرقوں کے ریفارمرز بڑی گرمجوشی سے کوششیں کر رہے ہیں کہ ان دو فرقوں میں اتحاد اور اتفاق پیدا کیا جائے۔ دو عظیم الشان سلطنتوں (ایران وترکی) میں یہ فضاء پیدا ہو چکی ہے۔ اور ہندوستان کے بہی خواہان ❸ بھی معزز اخبارات وجرائد میں اس کے متعلق پرزور آرٹیکل شائع کر رہے ہیں۔

مگر افسوس کہ احمد شاہ، جیسے دقیانوسی خیالات کے بزرگ، ابھی تک دنیا کے کسی تنگ و تاریک کونے میں چھپے ہوئے ہیں۔ جنہیں کچھ خبر نہیں کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ قوم بیدار ہوتی جارہی ہے۔ اور خدا نے چاہا تو بیدار ہو جائے گی۔ لیکن ''احمد شاہ'' جیسے حضرات ابھی تک میٹھی نیند میں مست سوئے ہوئے بے خودی کے عالم میں خراٹے لے کر بڑبڑا رہے ہیں، کہ ہائے اصحاب ثلاثہؓ خلافت لے گئے۔ ہائے باغِ فدک چھن گیا۔ ان لوگوں کو کچھ سمجھ ہی نہیں کہ جو کچھ ہونا تھا، ہو گیا۔ جانے بھی دو، جھگڑا پرانا ہو گیا۔ ہر چند ان کو سمجھاؤ، ایک بھی نہیں سنتے۔ برابر اپنی بے تکی ہانکے چلے جاتے ہیں۔

صاحبان! جب تک دونوں فرقوں میں ایسے مجذوب الخیال اور مسلوب الحواس ❹

---

❶ نائرہ، شعلے بھڑکانے والی آگ۔

❷ یہ اس وقت کا خیال ہے، جب بوقتِ تصنیف رسالہ ہذا، کتب شیعہ اور ان کے عقائد ومسائل پر پورا عبور نہ تھا۔ لیکن بعد مطالعہ کتب اصول وفروع شیعہ، اب معلوم ہوا کہ شیعوں کا قرآن پاک پر بھی ایمان نہیں ہے۔ ایسی حالت میں اسلام سے ان کو کچھ واسطہ اور تعلق ہی نہیں ہو سکتا۔ (دبیر)

❸ بہتری چاہنے والے۔ ❹ جن کے عقلی حواس ختم ہو چکے ہوں۔

لوگ چُن چُن کر ''کالا پانی'' نہ بھیج دیئے جائیں، ان دونوں فرقوں میں یکجہتی اور اتحاد قائم ہونا مشکل ہے۔

میں کبھی باور نہیں کر سکتا کہ دونوں فرقوں کے مہذب اور اولی الابصار لوگ ایسی نفاق انگیز تحریروں کو وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہوں گے۔ بلکہ وہ تو ایسی مفسدہ تحریریں پڑھ کر جل بھن جاتے ہوں گے۔ مگر کیا کریں یہ لوگ کسی کے قابو میں نہیں کہ اپنے یا بیگانے، کسی کی سُنیں۔

مجھے یاد ہے کہ اسی اشتہار کی نسبت پچھلے دنوں ایک شیعہ بزرگ، مولوی مہر محمد شاہ، خوش نویس جہلم نے ''سراج الاخبار'' میں ایک مضمون شائع کروایا تھا۔ جس میں انہوں نے مُشتہر (احمد شاہ) صاحب کو بہت کچھ پھٹکار کی۔ اور ایسے شرمناک اشتہار کی اشاعت پر بہت افسوس ظاہر کیا۔ اور اصحاب ثلاثہؓ کا ایمان برُوئے آیاتِ قرآنی ثابت کر کے مشتہر صاحب کو نادم کیا تھا۔ اور بڑے زور سے دعوت دی تھی کہ اگر اس کو اس بارہ میں کچھ شک ہے تو اُن سے زبانی مباحثہ کر کے اپنا اطمینان کر لیں۔

مگر چونکہ ہر ایک فرقہ میں اکثر جُہّال کی بھرتی ہوتی ہے۔ اور یہ لوگ ایسی باتوں کو ایک مشغلہ سمجھ لیتے ہیں۔ اور ایسی تحریروں کے ذریعے جس قدر قوم میں فتنہ کی آگ برافروختہ ہو، ان لوگوں کا تماشا ہوتا ہے۔ ایسے جاہل لوگوں کی واہ واہ اور شاباش کے کلمات سن کر احمد شاہ صاحب جیسے بزرگوار اور بھی مشتعل ہو کر آتش فساد کو تیز کرتے ہیں۔

خدا ان لوگوں کو ہدایت کرے۔ ایسے فضول، باہمی جھگڑوں میں الجھ کر کیا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اگر طبع آزمائی کا شوق ہو تو مخالفین اسلام کے حملوں کی مدافعت میں اپنی لیاقت کے جوہر دکھائیں۔

دیکھو تو کس قدر اعداءِ دینِ اسلام تمہارے پاک مذہب پر چاروں طرف سے حملہ کر رہے ہیں۔ مردِ میدان بنو، باہم متفق ہو کر ان کے حملوں کو روکو۔ تمہاری باہمی بے اتفاقی سے دشمن زور پکڑ رہے ہیں۔ اور تمہیں پرواہ نہیں۔ اعداءِ دین ہمارے مذہب میں رخنہ ڈالنا

چاہتے ہیں۔اور تم جہالت سے ان کو اپنے ہاتھوں سرنگیں کھود کردیتے جارہے ہو۔

اصحاب رسول ﷺ کے ایمان میں شک کرنا رسولِ مقبول ﷺ کی پاکیزہ تعلیم مشکوک کرنے کے مترادف ہے:

ہمارے دوست ''سید احمد شاہ'' شیعی یا اُن کے ہم خیال صاحبان غور فرمائیں۔کہ تمہارا حضراتِ ابوبکرؓ وعمرؓ اور عثمانؓ کے حق میں بدگمانی کرنا اور ان کے ایمانِ حقیقی میں شک کرنا اپنے رسول پاک ﷺ کی بے توقیری اور ان کی تربیت کو ناقص ثابت کرنے کے مترادف ہے۔مخالف اسلام کہہ سکتا ہے کہ اگر تمہارے رسول ﷺ کی تعلیم کا یہی اثر تھا کہ جن لوگوں کی تعلیم پر آنجناب ﷺ نے سارا زور خرچ کیا اور ان کو عمر بھر اپنی پاک صحبت سے مستفید اور فیوض سے مستفیض فرمایا۔سفر وحضر میں ان کو اپنا رفیق اور شام وصباح ہمدم رکھا۔ جو آپ ﷺ کے اعلیٰ ارکان،آپ کی بارگاہ کے خاص مقرب اور اعیان تھے۔آپؐ کے دیوان کے خاصے وزیر، جملہ امور دین آپ کے مشیر تھے۔وہ آپ کے محرمان اسرار،آپ کے یارانِ غار یعنی وہ اصحاب کبارؓ جن کے القاب،صدیقؓ،فاروقؓ اور ذوالنورینؓ دیارو امصار (۱) میں مشہور ہو چکے تھے۔جب ان لوگوں کے ایمان میں ہی کلام ہے تو پھر ہمارے رسول ﷺ اور اس کی تعلیم کو ہمارا اسلام ہے۔جبکہ اخص الخواص گروہ کی ایمانی حالت ایسے مشتبہ ہے تو عوام کا تو ذکر ہی کیا ہے۔تو احمد شاہ اور ان کے ہم خیال دیگر شیعہ مخالفِ اسلام کے اس اعتراض کا کیا جواب دے سکتے ہیں؟۔

ایسے لوگوں کو شرمسار ہونا چاہیے کہ یہ کیسا ناپاک خیال ہے،جس سے ہمارے سچے مذہب پر سخت زد آتی ہے اور مخالفین اسلام کے سامنے یہ خیال پیش کر کے سخت رسوائی حاصل کرنا پڑتی ہے۔مگر یاد رکھیئے ! یہ خیال انہی لوگوں کا ہے،جن کو محض شیطان نے دھوکہ میں ڈال رکھا

---

(۱) امصار،مصر کی جمع،بمعنی شہر۔

ہے۔اوران کی سمجھ پر پتھر پڑ گئے ہیں۔ کَلّا و حاشا۔

ایں خیال است ومحال است وجنوں۔

ایسا ہرگز نہیں ہے۔ یہ خاصانِ رسول مقبول ﷺ لا ریب ارجح الایمان اور اکمل العرفان تھے۔اور یہی ایک بات ہمارے لئے فخر کی بات ہے کہ جولوگ نبی آخرالزمان فداہُ اُمّی وابی کی تعلیم سے مستفید ہوئے،اخلاص وایمان ان میں ایسا راسخ ہوگیا کہ جان جاتی،تو دامنِ جاناں سے ہاتھ نہ جاتا۔ممکن نہ تھا کہ جن سینوں کونورالایمان نے ایک دفعہ منور کردیا تھا،پھراُن میں ظلمتِ کفر کبھی عَود کرسکتی۔

یہی تو تعلیم محمدی کی اعلیٰ خصوصیات اور مقناطیسی جاذبہ تھا کہ جس شخص نے ایک دفعہ سچے دل سے آنحضرت ﷺ کی زبان مبارکہ سے کلمہ توحید سن لیا،پھراُس پر نہ تواعداء کی زورِ شمشیر کی ترہیب اور نہ مال وزر کی ترغیب کارگر ہوسکتی تھی۔ان سچے مومنوں کا یہی خاصہ لازمہ ہوگیا تھا کہ جان جاتی اوردم واپسیں تک کلمۂ ایمان زبان پر جاری رہتا تھا۔اسی بات میں تو یہود ونصاریٰ کو ہم تعلیم محمدی کی فضیلت کا معترف بنا سکتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم پانیوالوں نے تو آخر جان کے خوف سے ہمت ہار کر کہہ دیا تھا کہ ''اِذْھَبْ اَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَا اِنَّا ھٰھُنَا قَاعِدُون ''یعنی تم اورتمہارارب مل کر دشمنوں کا مقابلہ کرو ہم تو یہاں الگ بیٹھے تماشا دیکھیں گے۔اور مسیح علیہ السلام کے حواریوں نے بھی مصیبت میں اپنے نبیؑ کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ بلکہ تھوڑے سے لالچ پر دشمنوں کے ہاتھ ان کوگرفتار کروا دیا۔اور علیحدگی اختیار کرلی۔

لیکن امام الانبیاء ﷺ کے تعلیم یافتہ لوگوں کا یہ حال تھا کہ ایسے مواقع پر، جب دشمن آپ کے خون کے پیاسے تھے اورآپ کی جان لینے کا منصوبہ گانٹھ چکے تھے اور پختہ وعدہ کرچکے تھے کہ نبی اوران کے ساتھیوں کوزندہ نہ چھوڑیں گے۔ ایسی حالت میں اندھیری رات میں صدیق اکبرؓ جیسے مخلص رشید شاگرد نے آپ ﷺ کا پورا ساتھ دیا۔اوراپنی جان

معرضِ خطر میں ڈال کر غارِ ثور میں نبوت کا چوکیدار اور پہرے دار بنا رہا، اُدھر حیدر کرارؓ جیسے جانباز تلمیذِ عزیز نے آپ کے بسترِ مرگ، جو یقیناً مرگ سمجھا جاچکا تھا، پر سوجانا پسند کرلیا۔ حضور علیہ السلام کے چاروں خلفاء نے آپ ﷺ کا ساتھ بڑی بہادری سے نبھایا۔ ہر چند آپ کی خاطر کفار کے ہاتھ سے اذیتیں اٹھاتے رہے، پر اپنے مقتداء کا کسی دم ساتھ نہ چھوڑا۔ آنجناب ﷺ کی اعانت میں اپنا مال و زر صَرف کردیا۔ خدا اور اس کے رسولِ پاکؐ کے لئے اپنا وطن مالوف ❶ چھوڑا۔ اپنے اعزاء اقرباء کی فرقت اختیار کر کے رسولِ خداؐ کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کی۔ محض خدا کی راہ میں مشرکین کے ساتھ جملہ محاربات ❷ اور مقاتلات میں ثابت قدمی دکھلائی۔ ہر ایک الٰہی ابتلاء ❸ کے موقع پر اپنی راسخ الاعتقادی ❹ کا پورا ثبوت دیا۔ اللہ اکبر۔ امیر المومنین خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کے خلوص اور عقیدت اور کمالِ ایمانی کا اندازہ ان کی ذیل کی تقریر سے کرنا چاہیے۔ جو آپؓ نے ایک خوفناک جنگ کے موقع پر فرمائی تھی۔ اور وہ یہ ہے۔

واللّٰہ لا نقول کما قال قوم موسٰی اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْن بل نقاتل عن یمینك وعن شمالك و امامك و خلفك حتٰی نَقتُلُ اَعْدَآئَكَ اَوْ نُقْتل فِیْ سَبِیْلِ اللّٰه۔

ترجمہ: یعنی ہم ایسا کبھی بزدلانہ کلمہ منہ سے نہ نکالیں گے، جیسا کہ قوم موسیٰ کے منہ سے نکلا تھا کہ آپ اور آپ کا رب دشمن سے جنگ کیجئے اور ہمیں یہاں بیٹھنے دیجئے۔ بلکہ اے ہمارے محبوب ا، ہم تو آپ کے دائیں اور بائیں اور آپ کے آگے پیچھے جمے ہوئے آپ

---

❶ مالوف، یعنی الفت کیا گیا، پیارا وطن مُراد ہے۔

❷ محاربات، لڑائیاں

❸ آزمائش

❹ مضبوط نظریات

کے دشمنوں سے سینہ سپر ہو کر لڑتے رہیں گے ❶۔

یہاں تک کہ یا تو دشمن کا خاتمہ کر دیں گے یا اپنا سر خدا کی راہ میں دیدیں گے۔ آہا۔

ایمان ہو تو ایسا ہو، اخلاص ہو تو ایسا ہو۔

مجھے تعجب ہے اُن شیعہ صاحبان پر جو کہ اصحاب ثلثہؓ کے ایمان اور اسلام میں شک کرتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ اگر ان کا ایمان و اسلام مسلّم الثبوت نہیں ہے تو پھر ان لوگوں نے اسلام کہاں سے سیکھا ہے؟ اسلام کس چیز کا نام ہے؟

یہی مجموعۂ احکامِ الٰہی (قرآن کریم) جو ہمارے پیغمبر آخر الزمان ﷺ پر بارگاہِ الٰہی سے اُترا، اس کو لکھنے والے، آیاتِ قرآنی کو جمع کرنے والے، قرآن کی ترتیب دینے والے تو وہی حضرات تھے، جن کے اسلام میں آپ لوگ شک کرتے ہیں۔ تو پھر جب بقول تمہارے وہ حضرات محض طالبان دنیا اور خدا اور رسول ﷺ کا خوف نہ رکھنے والے تھے۔ تو پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو قرآن ان کے ہاتھوں کا جمع اور ترتیب کیا ہوا ہم کو ملا ہے اس میں انہوں نے ناجائز دست اندازی نہ کی ہوگی۔ جبکہ وہ لوگ خدا اور رسول ﷺ کے دشمن تھے اور دل سے منافق تھے۔ تو انہوں نے ضرور کلام الٰہی میں بہت کچھ تحریف کر دی ہوگی۔ اپنے مطلب کی آیات گھڑ کر داخل کر لی ہونگی۔ اور اصل آیات محو کر دی ہونگی۔ مخالف کہہ سکتا ہے کہ ہم تمہارے قرآن کو کلام الٰہی نہیں مان سکتے۔ یہ تو مان سکتے ہیں کہ تمہارے رسول ﷺ پر خدا نے اپنا کلام نازل کیا تھا۔ لیکن یہ صحیفہ (قرآن) جو تمہارے ہاتھوں میں ہے یہ تو بقول تمہارے چند منافقوں کے ہاتھ سے تم کو ملا ہے۔ ایسے نامتدین ❷ اور نامعتبر اشخاص پر کس طرح اعتبار کیا جا سکتا ہے؟ کہ انہوں نے اصلی کلام الٰہی اس میں سالم طور پر رہنے دیا،

---

❶ یہ الفاظ حضرت مقداد بن اسودؓ نے جنگ بدر کے موقع پر کہے تھے (بخاری جلد ثانی ص ۵۶۴، البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۲۶۲) حضرت ابوبکرؓ سے منسوب یہ جملے ہمیں نہیں ملے، واللہ تعالیٰ اعلم (عبدالجبار سلفی)

❷ بے دین

اوراس میں کچھ تغیر وتبدل نہ ہوا۔ پھر بتاؤ کہ مخالف کے اس اعتراض کا آپ کیا جواب دے سکتے ہیں؟

اگر شیعہ صاحبان کہیں کہ علی المرتضیٰؓ کی نگرانی کے باعث ثلاثہؓ اس میں تغیر وتبدل نہ کر پائے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ بقول تمہارے ثلاثہؓ نے اپنے عہد میں اس قدر قابو اور غلبہ حاصل کر لیا تھا کہ حضرت علی المرتضیٰؓ بالکل بے بس اور عضوِ معطل ہو گئے تھے، ان کی کچھ دال نہ گلنے پاتی تھی۔ حتیٰ کہ انہوں نے خلافت خداداد کا منصب اُن سے چھین لیا۔ اور اہل بیت کے سارے املاک دبا دیئے تھے اور ہر قسم کے ظلم وستم کرتے تھے۔ اور علی المرتضیٰؓ اپنی جان کے خطرہ سے بالکل بول نہیں سکتے تھے، جبکہ بقول شیعہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی زندگی میں بھی قرطاس، جس پر علی المرتضیٰؓ کے لئے وصیت، الٰہی حکم سے لکھی جانی تھی۔ رسول ﷺ کے ہاتھ سے چھین لیا تھا اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ دم بخود رہ گئے تھے۔ تو بعد وفاتِ نبی ﷺ تو وہ لوگ بالکل آزاد اور نڈر ہو گئے تھے۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نگرانی قرآن میں دست اندازی سے ثلاثہؓ کو ہرگز نہیں روک سکتی تھی۔

افسوس شیعہ صاحبان کیسے بودے خیالات لئے بیٹھے ہیں۔ جن پر ایک ادنیٰ فہم والا آدمی بھی ہنسی کرتا ہے۔ حضرات شیعہ ذرہ آپ یہ تو بتائیں کہ منافق کون لوگ ہوتے ہیں؟ منافق تو چھپے ہوئے کافر کو کہتے ہیں۔ جو دینِ حق کا سچے دل سے معتقد نہ ہو اور محض خوف اور ڈر سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہو۔ اب ہم اتنا دریافت کرتے ہیں کہ بعد وفاتِ رسول مقبول ﷺ جبکہ عنان خلافت ان صاحبان کے ہاتھ میں تھی اور باقی سب لوگ ان کے مطیع اور زیر فرمان تھے۔ انکی سیاست کا سکہ سب کہہ ومہ کے دلوں میں جم گیا تھا۔ اور سارے بڑے چھوٹے ان کا لوہا مان گئے تھے۔ بڑے بڑے زبردست امراء وملوک ان کی صولت (1) دیکھ کر لرزتے اور ان کی ہیبت سے کانپتے تھے۔ تو پھر ان کو کس کا ڈر تھا۔ جبکہ یہ دین

---

(1) دبدبہ

اسلام کے سچے دل سے معتقد نہ تھے تو پھر تو ان کو خوب موقع ہاتھ آ گیا تھا۔ کیوں اس دین کی تخریب کے درپے نہ ہوئے۔ جس کے دل سے دشمن تھے۔ اُلٹا اس کی ترقی وتوسیع میں ساعی ❶ رہے اور ہمیشہ اس کی اشاعت کی فکر ان کے دامنگیر رہی۔ اس اسلامی صحیفہ (قرآن کریم) کو کیوں دریابُرد نہ کر دیا۔ اُلٹا کمال اہتمام سے اس کی متفرق آیات کی جمع و ترتیب کر کے اس کی دوامی حفاظت کا بندوبست کیا اور اس کی اشاعت کے لئے جا بجا درس جاری کرائے اور اس کے حفظ کرنے کی مسلمانوں کو ہر طرح سے ترغیب دی، تنخواہ دار حفاظ ہر ایک حصہ میں چھوڑے جو اس کی تدریس اور تحفیظ میں دن رات سرگرم رہتے تھے۔ ہم کو یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ لوگ کیسے عجیب منافق تھے۔ کہ محض اس دین کی اشاعت کے لئے جس کے یہ معتقد ہی نہ تھے، اپنی ساری کوشش خرچ کرتے تھے۔ اور محض اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے مخالفین اسلام سے جنگ وجہاد کرواتے تھے۔ اگر یہ لوگ طالب دنیا تھے تو اپنے خزانے پُر کر کے عیش اُڑاتے، شراب وکباب اور رقص وغناء کے مزے لوٹتے۔ کیوں اپنی عمر مسکنت اور درویشی کی حالت میں بسر کر گئے۔ ہر چند مال غنائم ہاتھ آئے، فتوحات ملکی حاصل ہوئیں۔ لیکن عیشِ دنیا کی طرف ذرہ التفات ❷ نہ ہوا۔ وہی گلیم پوشی اور نشستِ بوریا اختیار کیئے رہے۔ کبھی اطلس ودیبا ❸ کی پوشش کا ہوس نہ ہوا۔ حتیٰ کہ اپنے اعلیٰ عہدیداران تک باریک ململ کپڑے اور دروازوں پر دربان بٹھانے کی مخالفت کر دی جاتی تھی۔ ہر ایک شخص باخبر ہے کہ ایک دفعہ فاروق اعظمؓ خلیفہ ثانی کے بیٹے کے قمیص میں مختلف پُرانے پیوند لگے ہوئے تھے، دیکھ کر ناظرین کو استعجاب ❹ ہوتا کہ خلیفہ رسول ﷺ کا بیٹا اور یہ پوشش؟

---

❶ کوشش کرنیوالے

❷ میلان

❸ نرم ملائم ریشمی کپڑے

❹ حیرت

شیعہ صاحبان ہمیں سمجھائیں تو سہی کیا نفاق اسی کا نام تھا کہ دینِ اسلام کو شرق وغرب میں پھیلا دیا۔ کفار کے بت کدے توڑ کر جابجا مساجد و معابد قائم کرائے اور شرک کی ظلمت مشرکین کے دلوں سے اٹھا کر انکو توحید کے نور سے منور کیا۔ حضرات اگر نفاق اسی کا نام ہے تو پھر ہماری دعا ہے کہ ایسا نفاق خداوند کریم ہم کو بھی نصیب فرمائے۔

کیا شیعہ صاحبان ثابت کر سکتے ہیں کہ ان صاحبان نے جن کو نفاق کا لقب دیا جاتا ہے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد وغیرہ اور امورِ شرعی کی بجا آوری میں تو یہ صاحبان ثابت قدم تھے۔ چنانچہ اس وقت ایک شیعہ صاحب کی تصنیف کا ایک رسالہ جس کا نام ''سجادیہ'' ہے، میرے سامنے رکھا ہے اور اس رسالہ کی توثیق مجتہدینِ لکھنؤ نے بھی کر دی ہے۔ اس میں یہ عبارت ہے۔

''وہ بزرگوار نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ اور کل شرائع اسلام بجالاتے تھے۔ یتیم و بیوگانِ اُمت کے ساتھ سلوک و مراعات فرماتے تھے ❶۔ پھر تعجب ہے کہ باوجود اس تسلیم کے، پھر شیعہ صاحبان ان کے اسلام کے شاکی ہیں۔ خداوند کریم تو صرف سلام مسنون کی رسم ادا کرنیوالے کے ایمان میں بھی شک کرنے سے منع فرماتے ہیں۔ دیکھیئے قولِ رحمانی ''وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰی اِلَیْکُمُ السَّلَامَ مُؤْمِناً ''یعنی سلام دینے والے کو بھی مت کہو تو مومن نہیں ہے۔ اور شیعہ صاحبان جملہ امور شرائع کے بجالانیوالے کے ایمان کی نسبت بھی بدظنی سے باز نہیں آتے۔ خدا ان کو ہدایت کرے، آمین۔

والسلام علٰی من اتبع الھُدٰی۔

---

❶ ''سجادیہ'' صفحہ نمبر ۴۶۔

احمد شاہ شیعہ کے اشتہار کا جواب

یہ امر قابل توجہ ہے کہ احمد شاہ شیعہ کے اشتہار کی تحریر کی ابتداء ایک رسالدار ❶ صاحب کی نام نامی سے ہے۔ جن کے ہاں سے شاید شاہ صاحب نے کوئی دن پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہوگا۔ یا رسالدار صاحب نے ان کو محتاج سمجھ کر دو چار پیسے عنایت کیئے ہوں گے۔ شاہ صاحب ان کا احسان اتارنے کے لئے اپنے اشتہار میں ان کا اسم گرامی زیب عنوان کرتے ہیں۔ مسلمانوں کی ہر ایک تحریر کی ابتداء خداوند عالم کے نامِ پاک سے ہوا کرتی ہے۔ لیکن مشتہر صاحب ❷ اظہارِ ممنونیت میں منعم حقیقی کا نام بھول کر رسالدار کے نام کا ورد لے بیٹھے۔ اور بجائے ''بسم اللہ الرحمٰنِ الرحیم '' کے ''بہ سرپرستی جناب'' فلاں ''رسالدار صاحب'' لکھ دیا۔ اس سے جناب کی دینداری کا موازنہ بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ اگر اس تحریر کا شیوع ❸ کسی لکھی غرض سے ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ خدائے کریم کے اسم پاک کے بدلے ایک دنیا دار کا نام لکھا جاتا۔ لیکن بمنطوقِ ❹ حدیثِ رسول ﷺ ''کُلُّ امرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَاءُ بِاسْمِ اللّٰہِ فَھُوَ اَبْتَرْ '' ❺ ترکِ اسم الٰہی کی سزا مشتہر صاحب کو یہ ملی کہ ان کی اس ابتر، بے سروپا تحریر کی سخت بیقدری ہوئی۔

چنانچہ پہلی نفرین ❻ مشتہر صاحب کو اپنے گھر والوں (شیعہ صاحبان کی طرف

---

❶ محکمہ فوج میں ایک عہدہ ہے، غالباً ٹینکوں اور توپوں پر ڈیوٹی دینے والے دستے کے انچارج کو رسالدار کہا جاتا ہے۔

❷ اشتہار شائع کرنے والے شیعہ احمد شاہ

❸ ظاہر اور آشکارا ہونا

❹ قولِ رسول ﷺ کے مضمون کے مطابق

❺ ہر وہ (اچھا) کام جس کی ابتدا میں اللہ کا نام نہ لیا جائے وہ ادھورا ہے

❻ ملامت

سے ملی، دیکھیئے مضمون سید محمد شاہ صاحب شیعہ، مندرجہ ''سراج الاخبار'' جہلم، مطبوعہ ۱۷، جولائی ۱۸۹۹ء) پھر عنوان جمانے کے بعد مشتہر صاحب بجائے اس کے کہ خدائے پاک کی حمد و ثنا کر کے اپنا عجز و انکسار ظاہر کرتے۔ ایک فرضی مباحثہ کی داستان چھیڑ کر اپنا علُو ❶ بیان کرتے اور بہت کچھ شیخیاں بگھارتے ہیں، کہ ہم نے راولپنڈی کے ایک گاؤں میں جا کر اس قدر اہل سنت والجماعت کے علماء سے مباحثہ کر کے ان کو لاجواب کیا۔ اور اتنے سو آدمیوں کے سامنے ان کو شکست دے کر فتح یاب ہوئے۔ اور وہی سوالات جو علماء اہل سنت کے سامنے پیش کئے گئے تھے، عام علماء و عوام کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں، کہ کوئی صاحب جواب دیں۔ سوالاتِ مشتہر صاحب کی لیاقت کی ساری قلعی کُھل گئی۔ اور ان کی لاف و گزاف ❷ کی اصلیت معلوم ہوگئی کہ مباحثہ میں ہار جیت والی ساری باتیں شیخ چلی والی گپ تھی۔ ہم نے تو خیال کیا تھا کہ شاید مشتہر صاحب نے کوئی بڑا مسئلہ لاینحل ❸ نکالا ہے۔ جس کو مشتہر کر کے عام پبلک کو ادھر متوجہ کیا گیا ہے۔ صاحب مَن اسی مایہ پر اتنا فخر کر رہا تھا۔ آپکے سوالاتِ مستفسر تو واللہ اس پایہ کے نہ تھے کہ آپ ان کے لئے اشتہار چھاپنے کی تکلیف فرماتے۔ مگر جیسا کہ پہلی تمہید میں ظاہر کیا جا چکا ہے کہ آپ کی غرض اس اشتہار سے کوئی تحقیقِ حق نہیں تھی۔ بلکہ محض فرقۂ اہل سنت کی دل آزاری اور رنج دہی مطلوب تھی۔ اور یہ کہ لوگ آپ کا نام بھی سن لیں اور دو چار دن جُہال میں گپیں شڑپیں ہانکنے کی سبیل پیدا ہو جائے کہ دیکھو ہم وہ پہلوان ہیں کہ اشتہار دے کر دنیا میں ''هَـلْ مِـن مُبَارِز ❹'' کی صدا بلند کر دی ہے۔ اگرچہ مقابلہ کے وقت ایک ہی کھا کر دُم دبا کر بھاگیں گے۔ لیکن نعرۂ شیراں اور حوصلۂ شغالاں ❺ تو بھی ایک بات ہے۔

---

❶ اونچائی
❷ بے ہودہ اور بے معنی گفتگو
❸ حل نہ ہونے والا مسئلہ
❹ کیا ہے کوئی سامنے آنے والا؟
❺ ''شغال'' گیدڑ کو کہتے ہیں۔ یعنی نعرہ شیروں والا اور حوصلہ گیدڑوں جیسا۔

اچھا لیجئے صاحب اب میں پہلے آپ کے اشتہار کی ساری کائنات کا نقشہ کھینچ کر دکھاتا ہوں۔آپ کے جملہ سوالات جو تعداد میں تین سے زائد نہیں، نمبروار بیان کرتا ہوں۔ پھر ہر ایک پر ترتیب وار بحث کروں گا، وہ تین سوالات جن کے بدلے مشتہر صاحب نے ایک صفحہ کاغذ کا خون کیا ہے۔حسب ذیل ہیں۔

پہلا سوال:

چونکہ فرقہ ناجیہ شیعہ کے نزدیک خلفاءِ ثلاثہؓ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، کا ایمان حقیقی پایۂ ثبوت تک نہیں پہونچا، لہٰذا حضرات شیعہ ان بزرگوں کے حقیقی ایمان کے منکر ہیں چونکہ منکر کو بقاعدہ علم مناظرہ ثبوت کی ضرورت نہیں ہوتی۔تو آپ (اہل سنت) ان حضرات کے حقیقی ایمان پر آیاتِ قرآنی سے ثبوت پیش کیجئے۔

دوسرا سوال:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جنازہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کے پیرووں نے کیوں نہیں پڑھا؟۔حالانکہ مسلمان کا جنازہ مسلمان پر فرض ہے۔پس یا تو معاذ اللہ علی المرتضیٰؓ اور ان کے پیرووں کو مسلمان نہ کہو، حضرت عثمانؓ کو مسلمانِ حقیقی تصور کرنا ڈبل غلطی ہے۔

تیسرا سوال:

حضراتِ ثلاثہ نے رسولؐ خدا اور فاطمۃ الزہراؓ کا جنازہ نہیں پڑھا۔یہ واقعات اہل سنت والجماعت کی کتابوں میں لکھے ہیں۔

جوابات:

پہلے سوال کا جواب:

حضرات ثلاثہؓ کے ایمان کا حقیقی گواہ خدا، رسول ﷺ، علی المرتضیٰؓ اور جملہ اہل بیت

نبوی ﷺ بلکہ ساری دنیا ہے۔ مسلمانوں کو چھوڑ کر اہل ہنود، نصاریٰ اور یہود سے ہی پوچھ لیں، سب گواہی دیں گے کہ یہ حضرات جناب رسول اللہ ﷺ کے سچے دوست، آپ کے جانثار، ولی اور غمگسار تھے۔ اہل اسلام کے پیشوا، ہادیٔ اسلام کے جانشین جن سے مسلمانوں نے اسلام سیکھا، جنہوں نے اقطاعِ عالم ❶ میں اسلام کی اشاعت کی، جن کی آبادی دنیا کے وسیع حصوں میں پھیلی، وہی یہی ثلاثہ، ہاں یہی ثلاثہؓ ہیں ❷۔ ان کے ایمان پر ثبوت مانگنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی اندھا ۱۲ بجے دن کے آفتاب عالمِ تاب کے موجود ہونے کا انکار کردے۔ اور اس کے ہونے کا ثبوت طلب کرے۔

شیعہ صاحب آنکھیں کھولیئے۔ باصرہ ❸ کا علاج کرائیے۔ انکارِ بدیہات کرنا سخت حماقت ہے۔ آؤ خدا سے ڈرو۔ چار روزہ زندگی پر مغرور ہو کر عاقبت کو بھولنا نہیں چاہیے۔ آخر مرنا ہے اور خدا کے ہاں جواب دینا ہے۔ خداوند کریم جا بجا قرآن کریم میں خلفائے ثلاثہؓ کے ایمان، انکے اتقاء و ورع ❹ اور صلاح و فلاح کی کھلے الفاظ میں گواہی دے رہا ہے۔ اور پھر تم گونگے ہو کر انکار کیئے جا رہے ہو۔ تمہیں کیا ہو گیا؟ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوبِهِمْ وَعَلٰی سَمْعِهِمْ کے مصداق دنیا میں اب تم ہی رہ گئے ہو۔ تم جو کہتے ہو کہ ایمانِ خلفاء ثلاثہ کے منکر ہیں اور منکر کو دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ بھلا ان رُوبہ، بازیوں ❺ سے آپ کی کب مخلصی ❻ ہو سکتی ہے؟ کیا ہم نہیں کہہ سکتے کہ تم حضرات ثلاثہؓ کے نفاق کے قائل ہو اور ہم

---

❶ جہاں بھر کے ٹکڑے، یعنی ممالک

❷ اس قسم کی عبارتوں سے کوئی صاحب یہ نتیجہ نہ نکالیں کہ ہم خلیفہ رابع جناب علی المرتضیٰؓ کے فضل و کمال کے قائل نہیں، چونکہ بحث خلفائے ثلاثہؓ کے متعلق ہے۔ اس لئے اکثر جگہ انہی کے فضائل کا ذکر ہوگا۔ اور خلیفہ رابع کے فضائل سے تو خصم کو بھی انکار نہیں ہے۔ (دبیر)

❸ بینائی

❹ پرہیزگاری

❺ لومڑی جیسی حرکتیں

❻ چھٹکارا

اس کے منکر ہیں، اور منکر کو ثبوت دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ بارِ ثبوت تمہارے ذمہ ہے۔ بسم اللہ کیجئے۔ حضرات ثلاثہؓ کا نفاق آیاتِ قرآنی سے ثابت کیجئے۔ جس وقت تم اپنے ذمے کے بارِ ثبوت سے سبکدوش ہو جاؤ گے، پھر اس کی تردید ہمارے ذمہ ہوگی۔ مگر تم سے تو قیامت تک نہیں ہو سکے گا کہ اپنے باطل دعوے پر آیاتِ قرآنی پیش کر سکو! لیکن ہم بفضلِ خدا خلفاء ثلاثہؓ کا ایمانِ کامل، انکا تقویٰ، صدق، انکی خلافت حقہ، یہ سب اُمور قرآن کریم سے ثابت کر دکھانے پر تیار ہیں۔ اور عنقریب ثابت کرتے ہیں۔ انشاء اللہ۔ میں پہلے تمہارے دوسرے دو لغو اور پوچ ❶ سوالوں کے جوابات سنا لوں۔ پھر اپنے اصلی مقصود کو شروع کروں گا۔ اور کتاب اللہ سے اس متنازع مسئلہ کا پورا فیصلہ کر دکھاؤں گا۔ اور قرآنی شہادات سے خلفاء ثلاثہ کی صداقت اور فضیلت ثابت کروں گا۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

دوسرے سوال کا جواب

امیر عثمان رضی اللہ عنہ کا جنازہ:

اول تو یہ سوال آپ تب پیش کر سکتے تھے کہ پہلے اہل سنت والجماعت کی کتب معتبرہ کی شہادت سے اس امر کو ثابت کرتے کہ واقعی حضرت عثمانؓ کا جنازہ حضرت علی المرتضیٰؓ نے نہیں پڑھا۔ اس بارہ میں صرف آپ کا قول معتبر نہیں ہے۔

دوم اگر مان بھی لیا جائے کہ ان کا جنازہ حضرت علی المرتضیٰؓ اور ان کے ساتھ کسی اور صاحب نے نہ پڑھا ہو تو پھر اس پر ہر دو فریق کے ایمان کا مدار رکھنا ڈبل غلطی ہے اور محض بیہودہ خیال ہے۔ تمہیں معلوم ہوگا کہ جنازہ فرض عین نہیں، بلکہ فرض کفایہ ہے۔ اور فرض کفایہ کو اگر ایک مسلمان بھی ادا کر لے تو باقیوں کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔ اور یہ صحیح

---

❶ بے معنی اور فضول

نہیں کہ اگر کوئی مسلمان کسی مسلمان کا جنازہ پڑھنے سے رہ جائے تو وہ مسلمان نہیں رہے گا، یا جس کا جنازہ نہیں پڑھا گیا وہ اسلام سے خارج ہو گیا۔ یہ من گھڑت مسئلہ مشتہر صاحب نے اپنی جدت طبع سے ایسا نکالا ہے، جس میں ممکن نہیں کہ اہل تشیع میں سے بھی کوئی ذی علم آپ سے متفق ہوں گے۔ اگر حضرت علی المرتضٰیؓ کو حضرت عثمانؓ کی نماز جنازہ پڑھنے کا کسی باعث سے اتفاق نہ ہوا ہو تو باقی اصحاب کا جنازہ پڑھنا ان کی ایمانی شہادت کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔ اس سے حضرت علی المرتضٰیؓ یا حضرت عثمانؓ کو ایمان سے مسلوب کرنا یہ محض ملحدانہ خیال ہے۔ مشتہر صاحب

تا مردِ سخن نگفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد ❶

آپ نے ایسے پوچ خیالات عام پبلک کے سامنے پیش کر کے ناحق پردہ دری کرائی ۔اور آپ کی پردہ دری ضرور خدا کو منظور تھی۔

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں نہد ❷

شاید آپ اب تک اس مسئلہ سے بھی واقف نہ تھے کہ جنازہ پڑھنا فرض عین نہیں، بلکہ فرض کفایہ ہے۔ آپ نے تو اپنے اشتہار کے نیچے بڑے فخر سے اپنے آپ کو مولویّت کا خطاب دے کر ''ثنائے خود بخود گفتن'' ❸ کا ثبوت دیا تھا۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ ''نہ لکھے نہ پڑھے، نام محمد فاضل''۔ آپ اچھے مولوی ہیں کہ فرض کفایہ اور فرض عین میں اب تک تمیز نہیں۔ اچھا ایک اور بات بتایئے کہ اگر علی المرتضٰیؓ کے جنازہ پڑھنے نہ پڑھنے پر آپ نے

---

❶ جب تک مرد سخن لب کشائی نہیں کرتا، اس کے عیوب و ہنر چھپے رہتے ہیں۔
❷ جب اللہ تعالیٰ کسی سے پردہ اٹھانا چاہیں تو اس کی طبیعت میں پاکباز لوگوں پر طعن و تنقید رکھ دی جاتی ہے۔
❸ اپنی تعریف اپنے ہی منہ سے۔

متوفی کے ایمان اور عدم ایمان کا حصر رکھا ہے، تو پھر شیخین ؓ کا جنازہ تو تمہارے نزدیک بھی حضرت علی المرتضیٰ ؓ نے پڑھا تھا، پھر ان کا ایمان تو قطعی الثبوت ہوگیا۔ حالانکہ تم ان کے ایمان میں ویسا ہی شک رکھتے ہو۔ باوجودیکہ تمہارے مسئلہ مسلّمہ کی بناء پر جس شخص کا جنازہ جناب علی المرتضیٰ ؓ نے پڑھ لیا، وہ قطعی الایمان ہونا چاہیے، کیونکہ شکی الایمان شخص کا جنازہ جناب علی المرتضیٰ ؓ کیسے پڑھ سکتے تھے؟ شیعہ صاحب ایک بلا سے بھاگے، دوسری میں پھنسے ''فرعَن السحاب وقر تحت المیزاب ''❶ آپ پر صادق آتی ہے۔

رسول خدا ﷺ کا جنازہ حضرات ثلاثہ ؓ نے ضرور پڑھا:

یہ مسئلہ اہل سنت والجماعت کی معتبر کتب میں موجود ہے کہ ان حضرات نے رسالت مآب ﷺ کا جنازہ پڑھا۔ معترض کو چاہیے تھا کہ پہلے ہماری معتبر کتابوں کی عبارات نقل کر کے خلفاء ثلاثہ ؓ کا جنازہ نہ پڑھنا ثابت کرتے اور پھر یہ سوال پیش کرتے۔ صرف آپ کا یہ لکھ دینا کوئی وقعت نہیں رکھتا کہ یہ واقعات کتب اہل سنت والجماعت میں لکھے ہیں۔ کم سے کم کسی کتاب کا حوالہ تو دے دیا ہوتا۔ جناب من کتب اہل سنت تو بجائے، خود کتب معتبرہ شیعہ میں بھی جملہ مہاجرین وانصار کا جنازۂ رسول ﷺ میں شامل ہونا ثابت ہے۔ اور ظاہر ہے کہ حضرات ثلاثہ ؓ مہاجرین سے باہر نہیں ہیں۔ دیکھیے شیعہ کی معتبر کتاب ''اصول کافی'' مصنفہ شیخ یعقوب کلینی، کے صفحہ ۲۹۶ پر باسناد صحیح لکھا ہے۔

" عن ابی جعفر قال لما قبض النبیّ علیه السلام صلّت علیه الملٰئکة والمهاجرون والانصار فوجًا فوجًا"❷

---

❶ بارش سے بھاگا اور پرنالے کے نیچے آکر کھڑا ہوگیا۔

❷ راقم الحروف کے پاس موجود ''اصول کافی'' کی جلد نمبر (۱) اور صفحہ نمبر ۴۵۱ پر یہ روایت موجود ہے۔ یہ نسخہ ''دارالکتب الاسلامیہ تہران'' سے شائع ہوا۔ نیز ''احتجاج طبرسی'' جلد اوّل ص ۸۰ مطبوعہ مشہد میں بھی روایت ہذا موجود ہے۔ (عبدالجبار سلفی)

یعنی جب نبی علیہ السلام نے وفات پائی تو آپ پر جُملہ ملائکہ اور جمیع مہاجرین اُور انصار نے ٹولیوں کی شکل میں نماز گذاری۔ یہ قاعدہ مسلّمہ فریقین ہے کہ الف، لام جمع پر داخل ہوتو استغراق کا معنی دیتا ہے۔ تو اب اس قاعدہ کی رُو سے مہاجرین وانصار کے ''الف لام'' نے جملہ افراد کو گھیر لیا۔ پھر اصحاب ثلاثہؓ جو سب کے سرخیل تھے، کا جنازہ پڑھنا بطریق اولیٰ ثابت ہو گیا۔ ایک اور ثبوت ملاحظہ کر لیجئے۔ شیعہ کی معتبر کتاب ''اخبار ماتم'' میں ہے۔

''ابان بن تغلب نے ابو مریم سے روایت کیا، اس نے ابی جعفر علیہ السلام سے، اور انہوں نے کہا کہ رسول کریم ﷺ پر جنازہ پڑھنے کی کیفیت دریافت کی گئی تو جناب علی المرتضیٰؓ نے فرمایا، نبی علیہ السلام زندگی میں بھی اور بعداز وفات بھی ہمارے امام ہیں۔ لہٰذا امام کوئی نہیں ہونا چاہیے۔ تب دس دس داخل ہو کر نماز پڑھتے رہے۔ دوشنبہ کے دن اور منگل کے دن اور رات نماز پڑھتے رہے، حتیٰ کہ سب چھوٹوں، بڑوں، عورتوں، مردوں نے اور سب مدینہ کے گردونواح کے لوگوں نے بلا امام جنازہ پڑھا❶۔

شیعہ صاحبان اس سے زیادہ اور کیا ثبوت مانگتے ہیں کہ خود ان کی کتب حدیث سب خورد و کلاں ❷ کی جنازہ پڑھنے کی خبر دے رہی ہیں۔ کیا اصحاب ثلاثہؓ صغیر و کبیر اور مذکر و مونث کے عموم سے خارج ہیں؟❸۔

---

❶ قال ابان بن تغلب وحدثنی ابو مریم عن ابی جعفر علیہ السلام قال قال الناس کیف الصلٰوۃ علیہ فقال علی علیہ السلام ان رسول ﷺ امامنا حیاء میتا فدخلوا علیہ عشرۃ عشرۃ فصلوا علیہ یوم الاثنین ولیلۃ الثلثاء حتی الصبح ویوم الثلثاء حتی الصبح ویوم الثلثاء حتیٰ صلّی علیہ صغیرھم و کبیرھم و ذکرھم واناثھم ونواحی المدنیۃ بغیر امام۔ (اخبارِ ماتم مجلس اوّل صفحہ نمبر ٦٥)

❷ چھوٹوں بڑوں۔

❸ اس مسئلہ کی تفصیلی بحث میری مصنّفہ کتاب ''آفتاب ہدایت'' کو پڑھیں۔ جس میں اس مسئلہ پر بڑی شرح وبسط سے بحث کی گئی ہے۔ (دبیر)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جنازے میں ثلاثہؓ کے عدم موجودگی والی بات غلط ہے:

جناب فاطمۃ الزہراؓ کی جنازہ کی بابت اول تو یہ روایت ہی ضعیف ہے۔آپؓ کا جنازہ حسبِ وصیّت رات کو پڑھا گیا تھا تا کہ کوئی غیر محرم جنازے کو نہ دیکھے۔ ہماری معتبر کتب میں یہ روایت توثیق سے لکھی ہے کہ اصحاب ثلاثہؓ نے سیدہ کا جنازہ پڑھا۔ بلکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جنازہ پڑھایا۔جیسا کہ ''طبقات ابن سعد'' اور ''کنز العمال'' وغیرہ میں تصریح موجود ہے ❶۔حضرت علیؓ نے تو قسم کھا کر کہا کہ اے ابوبکر ترے بغیر فاطمہؓ کا جنازہ کوئی نہیں پڑھائے گا،محبّ طبری نے یہ بات اپنی کتاب میں لکھی ہے ❷ ''مدارج النبوۃ'' میں بھی یہ روایت مذکور ہے۔

دوم اگر مان لیا جائے کہ اصحاب ثلاثہؓ کو جناب مرحومہ (سیدہ فاطمہؓ) کا جنازہ پڑھنے کا موقع نہیں ملا تو جیسا کہ میں پہلے مفصّل لکھ آیا ہوں۔اس مسئلہ کو متناعہ،یعنی ایمان و عدم ایمان کی بحث سے کیا تعلق ہے؟ کسی کا جنازہ پڑھنا یا نہ پڑھنا ایمان میں کوئی نقص پیدا نہیں کرتا۔ یہ صرف مشتہر صاحب کی ناواقفی مسائل کے باعث ان کو یہ سوال پیدا ہو گیا ہے۔ ورنہ اگر وہ جانتے کہ ایمان کا جانا کوئی ایسی معمولی بات نہیں ہے کہ کسی ایک مسلمان کے جنازہ پڑھنے میں دیر ہوگئی اور ایمان کافور ہوگیا۔تو کبھی یہ سوال نہ کرتے۔یوں تو مشتہر صاحب سے بھی کئی ایک مسلمانوں کے جنازے قضا ہو جاتے ہوں گے۔پھر ان کا ایمان

---

❶ عن حماد عن ابراهيم قل صلّى ابوبكر الصديق على فاطمة بنت رسول ﷺ فكبّر عليها اربعًا۔ (طبقات ابن سعد ، جلد ۸ ، ص ۱۹)

❷ قال علیؓ تقدم يا ابابكر قال وانت شاهد يا اباالحسن؟ قال نعم !تقدم فوالله لايصلى عليها غيرك۔ (رياض النضره لمحب الطبرى ، بحواله بنات اربعه از مولانا محمد نافع ص ۳۰۳) (سلفی)

بھی معرضِ خطر میں ہوگا۔ تو اب میں اپنے اصل مقصود کی طرف عود کرتا ہوں۔

اصحاب ثلاثہؓ کے ایمانِ حقیقی کا ثبوت قرآن کریم سے:

اہل تشیع کے حجت باز اشخاص کا جب ہمارے علماء اہل سنت سے مباحثہ ہوتا ہے تو چونکہ خدا کے فضل سے علمی لیاقت تو اکثر شیعہ صاحبان کی بہت کم ہوتی ہے۔ علمی مسائل میں علماءِ دین ان کو جھٹ دبوچ لیتے ہیں۔ تو ناچار شیعہ صاحبان اُدھر سے دُم چھڑا کر یہ سوال پیش کرتے ہیں کہ ہم تمہاری کوئی بات نہیں سُنتے، جب تک تم اصحاب ثلاثہ (ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ) کا ایمان صریح طور پر آیات قرآنی سے ثابت نہ کر دکھاؤ۔ اکثر معمولی مولوی صاحبان ان کا یہ سوال سُن کر ششدر رہ جاتے ہیں۔ اور انکو خیال ہو جاتا ہے کہ شاید سائل ہم سے کوئی ایسی آیت مانگتا ہے جس میں بالخصوص اصحاب ثلاثہؓ کا ایمان باظہار اسماء مذکور ہوں۔ یعنی اس آیت کا مضمون یہ ہو کہ ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، تینوں اصحاب مومنِ کامل تھے۔ اس مغالطے میں پڑ کر سائل کو جواب دینے سے عاری ہو جاتے ہیں اور یہ نہیں خیال کرتے کہ خصم اُن سے آیت مانگنے کا کوئی حق نہیں رکھتا۔ کیونکہ کتاب اللہ کی یہ اصطلاح ہی نہیں ہے کہ بغیر انبیاء یا ان کے مشہور مخالفین کے، کسی شخص کے نام پر کوئی حکم یا خبر بیان فرمائے۔ بلکہ جس قدر احکامات بیان ہوتے ہیں، اگرچہ کسی خاص شخص کے حق میں بھی کوئی حکم نازل ہو تو بھی عام طور پر عام جماعت کے خطاب میں جمع کے صیغے میں اس کا تذکرہ ہوتا ہے۔

ایک آسان قاعدہ:

اگر کوئی ضدی یا جاہل شیعہ آپ سے اس معنی سے لچر سوال کرے تو اس کا جواب دینا بہت سہل ❶ ہے۔ وہ یہ کہ پہلے تم جناب علی المرتضیٰؓ اور جناب امام حسنؓ و حسینؓ اور فاطمۃ الزہراؓ کا ایمان باظہارِ اسماء ❷ آیات قرآنی سے ثابت کر دو۔ پھر ہم سے اس طریقے سے

---

❶ آسان
❶ اُن کے ناموں کے اظہار کے ساتھ

ثبوت طلب کرنا۔ اصل بات یہ ہے کہ علماء فریقین نے قرآن کریم میں خوض ❶ کرنا چھوڑ دیا ہے اور خوامخواہ مباحثوں کے وقت کتابوں کی چھانٹی اور فضول روایات کو جمع کرنے کے درپے ہو جاتے ہیں۔ جس سے کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ اور نہ خصم کی قیل وقال اور "لِمَ ولا نُسلِّم ❷" کا سلسلہ انقطاع میں آسکتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں جو خداوند عالم نے اپنی جامع اور مفصّل کتاب مبین میں نہ کر دیا ہو۔ اور کتاب اللہ سے بڑھ کر کوئی حجتِ قاطعہ کسی مسلمان کے لئے خواہ کسی فرقہ کا ہو، دنیا میں موجود نہیں ہے اور کوئی مسلمان جرأت نہیں کرسکتا کہ فیصلۂ قرآنی کو ناطق نہ سمجھے۔ یا اس میں چون وچرا کر سکے۔ مسئلہ متنازعہ فیہا، یعنی ایمانِ خلفاء ثلاثہؓ کے متعلق قرآن کریم نے نہایت صفائی سے فیصلہ کر دیا ہے۔ اور خصم کے لئے کوئی حجت باقی نہیں چھوڑی۔ مگر افسوس کہ ہمارے علماء کرام موجودہ زمانہ حال میں بہت تھوڑے حضرات ہیں جنہوں نے اس طرف توجہ فرمائی ہو۔ متنازعہ مسائل کے تصفیہ کے لئے اِدھر اُدھر کی فضول روایات میں پھنسے رہتے ہیں۔ لیکن کتاب اللہ میں غور نہیں کرتے ورنہ خصم کو لاجواب کرنے کے لئے قرآن کریم میں ہمارے لئے زبردست دلائل موجود ہیں۔ جو ادنیٰ غور کرنے سے بخوبی سمجھ میں آسکتے ہیں۔ اگرچہ اس مختصر رسالہ میں اس مسئلہ پر بالاستیعاب بحث ہونی کسی قدر مشکل ہے۔ تاہم بقدر گنجائش اس مسئلے کی تشریح پورے طور پر کی جائے گی اور بجز کتاب اللہ کے اور کسی کتاب سے سند یا امداد نہیں لی جائے گی۔ وَھٰهُنَا اشرع فی المقصود بعون اللہ الملک المعبود۔

یوں تو قرآن کریم میں کوئی سیپارہ، کوئی سورۃ اور کوئی رکوع ایسا نہیں ہے، جہاں مہاجرین وانصار (جن کے سربراہ اصحابِ ثلاثہؓ تھے) کا ایمان واخلاص، اتقاء وورع اور

---

❶ فکر کرنا

❷ کیوں، ہم نہیں مانتے جیسی کٹ حجتیاں

دیگر کمالات کا تذکرہ نہ ہو، اور ایسی ساری آیات کا تذکرہ اس مختصر رسالہ میں گنجائش نہیں رکھتا۔ اس لئے کسی قدر آیات شریفہ جو کمال ایمانی اور فضائلِ خلفاءِ ثلاثہؓ پر صریح دلالت کرتی ہیں، ذیل میں درج کرتا ہوں۔

مہاجرین اور مجاہدین حقیقی مومن ہیں:

① وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ❶۔

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور خدا کی راہ میں ہجرت کی اور جہاد کیا، اور جنہوں نے مسلمان مہاجروں کو پناہ دی اور ان کی مدد کی، وہ لوگ بالتحقیق مومن ہیں، ان کے لئے غفران اور اعلیٰ نصیب (بہشت) ہے۔

اس آیت میں حق تعالیٰ نے بڑی صفائی سے کھلے الفاظ میں اصحاب ثلاثہؓ کا ایمانِ حقیقی اور ان کا بخشا جانا اور بہشتی ہونا ظاہر فرمایا۔ کیا شیعہ کہہ سکتے ہیں کہ خلفاء ثلاثہؓ اس آیت کے مصداق نہیں تھے؟ کیا حضور علیہ السلام پر ان کے ایمان لانے یا خدا کی راہ میں ہجرت اور جہاد کرنے سے انکار کر سکتے ہیں؟ اگر شیعہ صاحبان کو اصحاب ثلاثہؓ کے ان اوصاف سے اقبال ❷ ہے، اور ضرور اس اقبال کے بغیر ان کو چارہ نہیں کیونکہ یہ اُن کی ایسی مانی ہوئی باتیں ہیں، جن کی گواہ تاریخ عالم اور کتب ہر دو فریق ہیں۔ تو پھر انہی اوصاف والوں کے حق میں حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے بڑی صراحت خبر دیدی ہے کہ ''اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا'' کیا اس سے بڑھ کر بھی ان کے ایمانِ حقیقی کے لئے کوئی دلیل ہو سکتی ہے؟ بلاشبہ یہ آیت اصحاب ثلاثہؓ کے حقیقی ایمان پر بڑی زبردست الٰہی شہادت ہے۔ اگر ''خَتَمَ اللّٰهُ'' کا قُفل ❸

---

❶ پارہ ۱۰، سورۃ الانفال آیت نمبر ۷۴، رکوع نمبر ۶۔

❷ لغوی معنی ہے، سامنے آنا یا قسمت والا ہونا، یہاں مُراد ہے ''قبول کرنا''۔ ❸ تالا

دل پر نہ چڑھا ہو تو پھر ایسی رحمانی شہادت کے بعد خلفائے ثلاثہؓ کے ایمان میں شک وشبہ ممکن نہیں۔

سچے مہاجرین کی شناخت کا بیّن نشان:

۲: وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِن بعدِ مَا ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَلَاَجْرُ الاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُوْنَ۔ ❶

ترجمہ: جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی، ان کے مظلوم ہونے کے بعد، ہم ان کو دنیا میں اچھا ٹھکانہ دیں گے، اور قیامت کا اجر تو بہت بڑا ہے۔ کاش وہ جانیں۔

اس آیت میں باری تعالیٰ نے ان سچے مہاجرین کی شناخت کا ایک عمدہ نشان بتلا دیا ہے، جنہوں نے محض راہِ خدا میں سچی نیت سے ہجرت کی اور اتباع رسول ﷺ میں اپنا وطن چھوڑا۔ وہ یہ کہ اس قابل قدر سچی، جانفشانی اور مخلصانہ خدمت کا معاوضہ ان کو دنیا میں بھی عطا ہوگا "لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً" ہم ان کو دنیا میں مسندِ جلیل (خلافت) پر ٹھکانہ دیں گے۔ اور قیامت میں تو اُن کا رتبہ اعلیٰ ہوگا۔ اب ہم اس بیّن ❷ نشان سے سچے اور جھوٹے، مقبول اور غیر مقبول گروہ کا پورا امتیاز کر سکتے ہیں، کہ جس گروہ کے حق میں یہ پیشن گوئی (وعدۂ الٰہی) پوری ہوئی، وہ گروہ خاص اور مقبول بارگاہِ ایزدی ہے۔ اب ہم شیعہ صاحبان سے پوچھتے ہیں کہ یہ پیشن گوئی اصحاب ثلاثہ کے حق میں پوری ہوئی یا نہ؟ ماننا پڑے گا کہ پوری ہوئی اور نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ اس سے بہتر اچھا ٹھکانہ دنیا میں کیا ہو سکتا ہے کہ اصحاب ثلاثہؓ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں خاص مقرب اور زیر سایۂ نبوت رہے۔ اور آپ ﷺ کے ارتحال ❸ کے بعد آپ کی مبارک مسند پر جاگزیں ہوئے۔

---

❶ پارہ نمبر ۱۴، سورۃ النحل، رکوع نمبر ۱۲، آیت نمبر ۴۱۔

❷ آشکارا، واضح

❸ وفات

خلافتِ رسولی کی کرسی کا اعزاز نصیب ہوا۔ ایک لاکھ پچاس ہزار صحابہؓ نے ان کو سچا خلیفہ مان کر اطاعت قبول کی۔ اور وہ بڑی عزت کے ساتھ خود مختار بادشاہت کرتے رہے۔ تمام اعداءِ دین ومخالفین اسلام کو نیست ونابود کر کے عامۂ خلائق کو اسلام کا حلقۂ بگوش بنالیا۔ قیصر وکسریٰ کے تخت کے مالک ہوئے اور تمام کبراور زمانہ کی گردنیں اُن کے سامنے جھک گئیں۔ جس قدر فتوحات مُلکی ان کو نصیب ہوئیں، ان کی شہادت اب تک موجود ہے۔

وعدۂ الٰہی اصحاب ثلاثہؓ کے حق میں پورا ہوتے ہوئے زمانے نے دیکھ لیا۔ اور ''وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ '' کا وعدہ آخرت میں پورا ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پاک اور حتمی وعدوں میں تخلف ❶ نہیں ہے۔

شیعہ صاحبان کیا خدا کے وعدے منافقین اور مغشوش الایمان ❷ لوگوں کے حق میں پورے ہوا کرتے ہیں؟ یا اس کے سچے مخلصین عباد، صالحین ہی ان سے بہرہ ور ہوتے ہیں؟ انصاف۔ انصاف۔ انصاف

مہاجرین فی سبیل اللہ کی ایک اور شناخت:

۳: اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ۔ ❸

ترجمہ: جو لوگ اپنے دیار ❹ سے ناحق نکال دیئے گئے صرف اس بات پر کہ کہتے تھے ہمارا رب ایک خدا ہے۔

اس آیت میں بھی اُن سچے مہاجرین کی ایک اور شناخت بتائی گئی ہے کہ ''هَاجَرُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ '' ❺ کے مصداق وہی لوگ ہیں، جو صرف خدا کی توحید کا کلمہ پڑھنے پر

---

❶ وعدۂ خلافی ❷ غیر خالص ایمان

❸ پارہ نمبر ۱۷، سورۃ الحج، آیت نمبر ۴۰۔ ❹ گھروں سے

❺ جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی

اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اصحاب ثلاثہؓ کسی سَرِقہ ❶ یا ڈکیتی کے جرم کے ارتکاب پر اپنے وطن سے نکال دیئے گئے تھے؟ یا کسی اور دنیاوی غرض کے لئے گھروں کو خیر باد کہہ گئے تھے؟ ہرگز نہیں صرف اس دعویٰ "رَبُّنا اللّٰه" کے بدلے، جو مخالفین اسلام کو ناگوار گزرتا تھا، گھروں سے بغیر کسی حق کے نکال دیئے گئے۔ ان لوگوں کیلئے اس آیت کی ابتداء میں یہ وعدہ درج ہے، "اِنَّ اللّٰہ عَلٰی نَصِرِھِمْ لَقَدِیْر" یعنی خدائے قدیر ان کا مددگار ہے۔ دیکھیئے خدا کا وعدہ کیسے پورا ہوا؟ آخرکار یہی منصور ❷ جماعت غالب رہی۔

آیتِ تمکین:

اس آیت سے اگلی آیت میں ان لوگوں کا نشان رب العباد ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الاَرْضِ اَقَامُو الصَّلٰوۃ واٰتَوُ الزَّکٰوۃ وَاَمَرُوْ بِالمَعْرُوفِ وَنَھَوا عَنِ الْمُنْکَرِ۔

ترجمہ: (یہ ایسا مخلص گروہ ہے کہ) اگر ان کو زمین میں تمکن اقتدار حاصل ہو جائے۔ پھر بھی نمازیں پڑھتے، زکوۃ دیتے، اچھائیوں کا حکم کرتے اور برائیوں سے روکتے رہیں گے۔

دیکھیئے یہ نشان ان پاک انفاس میں کیسا چمکتا ہوا دکھائی دیتا ہے کہ "مَکَّنّٰھُمْ فِی الاَرْض" کے مصداق ہوکر منصبِ جلیل (خلافت) پر ممتاز ہوکر بھی "مقیمین الصلوۃ" اور "موتو الزکوٰۃ" کے مصداق بنے رہے۔ اور امر بالمعرف اور نہی عن المنکر میں اپنی زندگی بسر کر گئے۔ افسوس پھر ان پاک ذاتوں کے ایمان میں بدگمانی کی جاتی ہے۔

---

❶ چوری

❷ مدد یافتہ

۴: لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ أُولٰئِكَ هُمُ الصّٰدِقُونَ۔ ❶

ترجمہ: واسطے اُن مُفلس مہاجرین کے جو اپنے دیار واملاک سے نکالے گئے جو اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی ڈھونڈتے ہیں اور خدا اور سول ﷺ کی نصرت کرتے ہیں، وہ لوگ یہی سچے ہیں۔

اس آیت میں خداوندِ عالم نے اُن فقراء مہاجرین کو صادق ومصدوق ٹھہرایا جو اپنے دیار واموال چھوڑ کر محض خدا کا فضل اور اس کی خوشنودی کو مدنظر رکھ کر جلا وطن ہو گئے اور "وَيَنْصُرُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ" کے مصداق بنے۔ اب شیعہ صاحبان بتلائیں کہ اصحاب ثلاثہؓ اس آیت کے حق دار ہیں کہ نہیں؟ ❷ وہ جو اپنی بستی، حویلیاں اور املاک چھوڑ کر صرف خدا کی رضا حاصل کرنے کو مدینہ جا بسے تھے کیا خدا اور سول ﷺ کی نصرت میں انہوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت کیا تھا؟ کیا ایسے القابات منافقین کو بھی ملتے ہیں۔

---

❶ پارہ نمبر ۲۸، سورۂ حشر، آیت نمبر ۹، رکوع نمبر ا۔

❷ اگر شیعہ صاحبان خلفائے ثلاثہؓ کا اس آیت کے مصداق ہونا ہمارے کہنے پر نہیں مانتے تو ہم ان کو ان کی معتبر کتب سے امام باقر رحمہ اللہ کا قول دکھائے دیتے ہیں، جس میں امام رحمۃ اللہ خصوصیت سے ثلاثہ کرامؓ کا مصداق آیت ہونا تسلیم فرماتے ہیں اور اُن کا فضل عظیم مان کر ان کی شان میں کلام کرنیوالوں کو سخت زجر فرماتے ہیں۔ "صاحبِ فصول" جو شیعہ مذہب کا تبحر عالم ہے اپنی کتاب میں جناب امام باقر رحمہ اللہ سے یوں روایت کرتا ہے۔ " انهٗ قال لجماعة خاضوا في ابي بكر و عمر و عثمان لا تخبرونی انتم من المهاجرين الذين اخرجُوا من ديارهم وَاموالهم يبتغون فضلًا من اللّٰه ورضوانًا وَينصرونَ اللّٰهِ وَرَسُولَهٗ قالوا لا قال فانتم من الذين تبوّء الدار والايمانَ من قبلهم يُحبّون مَنْ هَاجَرَ اِلَيهِمْ قالُوا لا قال اما انتم فقد برئتم ان تكونو احدهٰذين الفريقين وانا اشهد انكم لستم من الذين قال اللّٰه تعالٰى والّذين جَآءُ ومِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِا خْوانِنَا (باقی اگلے صفحه پر)

اللہ اکبر! خدا کا عطا کردہ یہ لقب زبانِ زدِ عام و خاص دیکھ کر روافض تو جَل بُھن جاتے ہیں اور جلے دل سے کہتے ہیں، یہ لقب ابوبکرؓ کو کوئی خدا اور رسول ﷺ کی جانب سے تو نہیں ملا تھا۔

صدیق رضی اللہ عنہ کا لقب عطیۂ الٰہی ہے:

ذرا آنکھیں کھولو، دیکھو تو ''اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ'' کہنے والا کون ہے؟ اگر یہ کلام خدا کا ہے، تو سمجھو اسی فقرۂ پاک کے اثر سے ابوبکرؓ کی نسبت، وصفِ صدق میں مبالغہ شہرت پذیر ہوا۔ خدائے کریم کی اس عطا کردہ نعمت یعنی صادقین کے خطابِ مشتہرہ سے ہر

(بقیہ حاشیہ) الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

''(ترجمہ) حضرت امام باقر رحمۃ اللہ نے، ایک ایسے گروہ کو جو اصحاب ثلاثہؓ کی شان میں کچھ کلام کرتے تھے، فرمانے لگے مجھے یہ بتاؤ کیا تم ان مہاجرین میں سے ہو جو اپنے دیار و املاک سے نکالے گئے۔ صرف خدا کا فضل اور اس کی رضا چاہتے تھے اور خدا اور رسول کے مددگار رہتے تھے؟ انہوں نے کہا نہیں، امام نے فرمایا کیا تم ان میں سے ہو، جنہوں نے مدینہ میں گھر بنایا اور ایمان میں ان سے پہلے اس شخص کو دوست رکھتے ہیں جو وطن چھوڑ کر ان کے پاس آئے۔ اس گروہ نے کہا نہیں۔ امام نے فرمایا تم نے ان دونوں فریقوں سے علیحدگی اختیار کر لی، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو، جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جو آئے ان سے پیچھے یہ کہتے ہوئے اے رب بخش ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے آگے پہنچے ایمان میں، اور نہ رکھ ہمارے دلوں میں عناد ایمان والوں سے، اے رب تو ہی ہے مہربان رحم کرنے والا''۔ اگر ہمارے آج کل کے شیعہ صاحبان کے دل میں حضرت امام باقر رحمۃ اللہ کے قول کی کچھ عظمت ہے تو پھر یہ قول پڑھ لینے کے بعد وہ کبھی اصحاب ثلاثہؓ کے بارے میں کبھی بغض نہیں رکھیں گے۔ علاوہ ازیں خود حضرت علیؓ بھی تو مختلف مواقع پر اصحاب ثلاثہؓ کا اعلیٰ رتبہ تسلیم کر چکے ہیں۔ جو شیعوں کی کتب میں موجود ہے، دیکھیے ''نہج البلاغۃ'' وغیرہ۔ اب ابھی اگر شیعہ صاحبان تسلیم نہیں کرتے تو پھر محبتِ علیؓ کا دعویٰ بھی محض دعویٰ ہی ہے۔ (دبیر)

ایک شخص نے اپنے اپنے نصیب اور رتبہ کے مطابق اور بلحاظ اپنی خدمات کے حصہ لینا تھا۔ جیسا کہ ہجرت کرنیوالوں میں سے ابوبکرؓ رسول پاک ﷺ کی نصرت میں سب سے پہلے نمبر پر رہے۔ آپ کی خدمت اور حفاظت کا حق غارِ ثور جیسی ہولناک جگہ پر پوری ذمہ داری سے ادا کیا۔ اور پھر آپ کے ہمرکاب مدینہ میں شدائدِ سفر طے کر کے پہنچے۔ حضورِ رب العالمین سے ویسا ہی لقب بھی عطا ہوا، یعنی صدیق رضی اللہ عنہٗ۔ ابوبکرؓ کو بلحاظ انکی خدمات کے بالخصوص مُبالغہ کے صیغہ میں تعریف کے ساتھ ہونا چاہیے تھا، اب یہ صدیقی لقب خلیفہٗ اوّل کے لئے عطیہ الٰہی ماننا پڑے گا۔

۵: وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۔ ①

ترجمہ: اور مہاجرین میں سب سے پہلے سبقت کرنیوالے اور انصار لوگ، اور جو نیکی میں ان کے تابع ہوئے خدا اُن سے راضی ہوا، اور وہ خدا سے راضی ہوئے۔ اور خدا نے ان کے لئے ایسے باغ تیار کیئے ہوئے ہیں، جن کے نیچے بہتی ہوئی نہریں ہونگی، وہ اس میں ہمیشہ عیش کریں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت میں صحابہ کرامؓ کے مراتب کا بیان ہے۔ خداوند کریم نے سب کا ذکر درجہ وار کر دیا۔ مدارج میں اول مہاجر، پھر انصار ہیں اور اس کے بعد تابعین ہیں۔ باری تعالیٰ نے ہرسہ گروہ ② کا جنتی ہونا بیان فرما دیا ہے۔ یہ آیت پکار کر کہتی ہے کہ فضیلت میں مہاجرین دوسرے صحابہ کرامؓ پر فائق ③ ہیں۔

---

① پارہ نمبر ۱۱، سورۂ توبہ، رکوع نمبر ۲۔

② تینوں گروہ ③ آگے بڑھے ہوئے

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل الصحابہؓ ہیں:

پھر مہاجرین میں سب سے برتر رتبہ اس شخص کا ہے، جو اسبق فی الہجرت مع الرسول ﷺ ہے۔ جانتے ہو وہ شخص کون ہے؟ ابوبکر صدیقؓ ہے۔ اور یہی بحکم آیت افضل الصحابہؓ ہیں۔ مکہ سے نکلتے وقت رسول پاک ﷺ کے ساتھ پہلا شخص، جسے معیتِ رسول ؐ کا شرف حاصل ہوا وہ ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ مکہ سے پہلا قدم اٹھانے والا اور مدینہ میں آخری قدم رکھنے والا ابوبکر صدیقؓ ہے۔ جس نے یہ مبارک اور پسندیدۂ خدا سفر (ہجرت) سردارِ دو جہان ﷺ محبوب عالمیانی ﷺ کے ساتھ قدم بقدم طے کیا۔ زہے نصیب ابوبکرؓ۔ زہے شان ابوبکرؓ، جس کو سفر میں ایسا رفیقِ خیر ملا، جس کے پاک لقاء کے لئے سکانِ [1] عالَم ملکوت بھی ترستے ہیں۔ ایسا خوش سفر، ایسے مبارک دوست کے ساتھ نصیب ہونا، کسی خوش طالع [2] کی قسمت میں ہی ہوتا ہے۔

چہ خوش باشد سفر آندم کہ یارے ہمسفر باشد
چناں یارے کہ زیبا طلعتش رشکِ قمر باشد
سوار ناقۂ احمد سرورِ جن و بشر باشد
عنانش درکفِ صدیقؓ پیرِ ناموَر باشد

٦: لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۔ [3]

ترجمہ: تم میں سے ان لوگوں کی کوئی برابری نہیں کرسکتا، جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے مال

---

[1] سکونت اختیار کرنے والے
[2] نصیب
[3] پارہ نمبر ۲۷، سورۃ الحدید

خرچ کیئے اور جنگ کی، یہ لوگ درجہ میں اعلیٰ تر ہیں اُن لوگوں سے، جنہوں نے فتح مکہ کے بعد مال خرچ کیئے اور کفار سے لڑے، اور سب کے لئے وعدہ بہشت خدا نے دے دیا ہے۔

اس آیت نے فیصلہ کر دیا ہے کہ بلند تر درجہ انہی لوگوں کا ہے، جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے مالی اور جانی امداد اسلام کو پہنچائی اور اس امر سے کوئی بشر انکار نہیں کر سکتا کہ قبل الفتح خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی مالی و جانی خدمات سب سے بڑھی ہوئی تھیں۔ ان پاک نفوس نے ابتداء ہی سے اپنا مال، اپنی دولت خدا کی راہ میں، اعانتِ رسول ﷺ میں خرچ کرنا شروع کیا۔ اور اپنے آپ کو ''اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ '' کا مصداق بنا لیا تھا۔ اور ہر ایک معرکہ میں مالی امداد کے علاوہ اپنی جانیں بھی حاضر کر کے ''وقَاتَلَ '' کا حق پورا کر دیا۔

ایک نکتۂ عجیبہ:

ذرہ غور فرمایئے اس آیت میں کیسا عجیب نکتہ ہے اور وہ یہ کہ مالی خدمات ثواب میں جانی خدمات سے فائق تر ہیں۔

کلامِ خدا میں ''وَانْفَقَ '' کی تقدیم اور ''قَاتَلَ '' کی تاخیر بے معنی نہیں ہے۔ یہ ترتیب صراحتاً بتا رہی ہے کہ مالی خدمات اجر میں جانی خدمات سے بڑھ کر ہیں۔ کیونکہ جہاد کے موقع پر جانی خدمات کرنے والا صرف اپنے ایک نفس سے اپنی وسع کے مطابق امداد کرتا ہے۔ لیکن مالی خدمات کا ایسا موقع بہم پہنچانیوالا بہت مجاہدین کے لئے سامانِ جنگ مہیا کر کے ہزاروں جانیں قربان ہونے کو پیش کرتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایک نفس اگرچہ وہ کتنا شجاع ہو، ہزاروں کا کام ہرگز نہیں دے سکتا۔ یہ مانی ہوئی بات ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰؓ طاقت و شجاعت میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ اس واسطے ''وَقَاتَلَ '' کا حق جس طرح بھی سمجھو، انہوں نے پورا ادا فرمایا۔ لیکن مالی اعانت اور پھر اس کے بعد جانی اعانت میں پہلا نمبر صدیق اکبرؓ کا ہے۔ چونکہ آپؓ کا زمانۂ اسلام مقدم ہے، اس واسطے آپ کی

''خدماتِ قبل الفتح'' کے نمبر سب سے بڑھے ہوئے ہیں۔ جناب علی المرتضیٰؓ کا زمانہ اسلام بھی قدیم ہے، لیکن وہ آپؓ کا نابالغی کا دور تھا۔ اور ایام نابالغی میں ادائے خدمات ناممکن ہیں۔ فتح مکہ سے پہلے کی خدمات اللہ تعالیٰ کے ہاں رتبۂ عظیم رکھتی ہیں۔ اور صدیق اکبرؓ کی یہ خدمات ''ازید و اقدم ❶'' ہیں۔ پھر حسب منطوقِ آیت بالا رتبہ میں آپ کو اعظم الاعاظم ❷ ماننا پڑے گا۔

فضائل صدیقیؓ پر روشن دلائل:

۷: اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ ❸

ترجمہ: اگر تم اس کی مدد نہ کرو تو کیا مضائقہ، خدا اس کا ناصر ہے (جس نے اس وقت ان کو نصرت دی) جبکہ کفار نے اس کو مکہ سے نکال دیا، وہ دوسرا دو میں سے، جبکہ دونوں دوست غار میں تھے، اور جبکہ اپنے رفیق کو کہہ رہا تھا کہ غم نہ کیجئے، یقیناً خدا ہمارے ساتھ ہے۔

اس آیت میں فضائل صدیقؓ ستاروں کی طرح چمکتے دکھائی دیتے ہیں۔

① ایسے ہولناک وقت میں بامر الٰہی ابوبکر صدیقؓ کا انتخاب ہونا اور صدیق اکبرؓ کا ایسے خطرناک موقع پر اپنے اخلاص وعقیدت میں پکا نکلنا اور بڑی بہادری سے اس پُرخطر خدمت کا بصدقِ دل قبول کرنا، اور دشمن کی تلواروں کے سایہ تلے سے اپنے پیارے آقاؐ کو بچا کر غارِ ثور میں لے جانا، صدیق اکبرؓ کے فضلِ عظیم پر روشن دلیل ہے۔

---

❶ بہت زیادہ اور بہت آگے

❷ بہت بڑوں کے بڑے

❸ پارہ نمبر ۱۰، رکوع نمبر ۱۲

(۲) خدا کے حضور سے "ثَانِیَ اثْنَیْنِ" اور "لِصَاحِبِہٖ" کے دو عظیم الشان خطابات کا عطا ہونا، رسولِ خدا کا "لَا تَحْزَنْ" ایک تسلی بخش اور تسکین دہ فقرہ بھی اُس عاشقِ صادق کے لئے کچھ کم فخر نہیں ہے۔ اور یہ مانی ہوئی بات ہے کہ عاشقانِ ذاتِ احمد ﷺ اگر اس محبوب دو جہاں ؓ کے مُنہ سے کوئی معمولی اور اتفاقیہ فقرہ یا خطاب بھی سن لیا کرتے تھے۔ اگرچہ بظاہر وہ فقرہ یا خطاب ان کی ہتک یا زجر و توبیخ ❶ کی غرض سے ہی ہوتا، وہ مدت العُمر اس کا لازمی ورد رکھتے اور اپنے ہم نشینوں میں اس پر اظہارِ فخر و مباہات کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت علی المرتضیٰ ؓ جبکہ گھر سے کچھ منغض ❷ ہو کر مسجد میں زمین پر لیٹے ہوئے تھے اور رسول کریم ﷺ ان کو ڈھونڈتے ہوئے سر پر جا کھڑے ہوئے، ان کے جسم پر لگی مٹی دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا "قُمْ یَآ اَبَا تُرَابْ" وہ فقرہ ابوتراب جناب علی المرتضیٰ ؓ کو ایسا پیارا معلوم ہوا کہ اپنی کنیت ہی اس کو بنا لیا ❸ ایسا ہی ایک صحابی کو اپنی بلیوں سے پیار تھا، آنحضرت ﷺ نے دیکھ کر "ابو ہریرہ" کہہ دیا تھا ❹۔ انہوں نے فخر کے ساتھ اپنی یہی کنیت اختیار کر لی۔ ایک دفعہ ابوذر غفاری ؓ نے بار بار ایک سوال کیا آپ نے تیسری دفعہ کے جواب میں فقرہ "علیٰ رغمِ انف ابی ذر" خفگی سے فرمایا، وہ عاشق ذاتِ رسالت مآب ﷺ اس حدیث کو ہر مجلس میں ذکر کرتے اور وہ فقرہ "علی رغم انف ابی ذر" فخر سے دہرایا کرتے تھے ❺۔

---

❶ ڈانٹ ڈپٹ

❷ ناراض

❸ بخاری، جلد اوّل، ص ۶۳، باب نوم الرجال فی المسجد

❹ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ؓ، جلد نمبر ۴، صفحہ نمبر ۲۰۶

❺ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۴، کتاب الایمان۔

اب خیال فرمائیے کہ آنجناب ﷺ کا اس خلوت کی مجلس میں ابوبکر صدیقؓ جیسے عاشقِ صادق اور جانثار کو "لَا تَحْزَنْ" کا دلاسہ دینا اور پھر اس پیارے راحت بخش فقرے کا رب العزت کے حضور میں منظوری کا شرف حاصل کر کے کلام الٰہی میں درج ہونا، یہ فخر صدیق اکبرؓ ہی کے حصہ میں تھا۔ کون ہے جو صدیقی رتبہ کی ہمسری کا دم بھر سکتا ہے؟ اور کون مردود ہے جو صدیقی فضائل سے انکار کر سکتا ہے؟

۳: پھر صاحبان دوسرا پاک فقرہ جو "لَا تَحْزَنْ" کے بعد صدیق اکبرؓ نے اُس زبان فیضِ ترجمان سے سُنا تھا "اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا" کا تعظیمی فقرہ ہے۔ جو صدیق اکبرؓ کی عظمت پر روشن دلیل ہے۔ جانتے ہو معیّتِ ایزدی کیا معنی رکھتی ہے؟ خدا کن لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَو وَالَّذِیْنَ هُمْ مُحْسِنُوْنَ۔

خدا کی معیّت محسنین اور متقین کو ہی نصیب ہوتی ہے۔ تو جب معیت ایزدی آیتِ مذکورہ کے رُو سے صدیق اکبرؓ کے لئے مخصوص ہوگئی، تو پھر ان کا متقی اور مُحسن ثابت ہونا کسی اور دلیل کا محتاج نہ رہا۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا متقی ہونا نصِ صریحہ سے ثابت ہے:

"مَعَنَا" جمع کی ضمیر پر غور کریں۔ "مَعِیَ" یا "مَعَكَ" نہیں فرمایا، بلکہ "مَعَنَا" یعنی میرے اور تیرے، دونوں کے ساتھ ہے۔ اگر صدیق اکبرؓ ایسے ہائل وقت میں حبیب کبریا اور رسولِ الٰہی ﷺ کی سچی معیّت اختیار نہ کرتے تو کیونکر اس قدر اکرام واجلال درگاہِ رحمانی سے میسر ہوسکتا۔ اس سچی خدمت گذاری کا اجر ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے اس خاص تعلق حضورِ کبریائی اور معیّت رسول ﷺ میں سے حصہ لے لیا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ ❶

---

❶ بے شک اللہ تعالیٰ نیکی کرنیوالوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے۔

۴: پھر قولِ الٰہی ''فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ'' پر غور فرمایئے۔ یعنی خداوند کریم نے سکینت (رحمت) ان پر نازل فرمائی۔ کیا رحمتِ الٰہی کا حاصل کرنا کوئی معمولی بات ہے؟ ۔ بڑا مبارک ہے وہ شخص جس پر رب العلمین رحمت بھیجنے کی خبر کتاب کریم میں دے چکا ہے ۔ جس صراحت اور وضاحت اور خصوصیت سے اس آیت میں صدیقی فضائل منصوص ہیں۔ شیعہ صاحبان اس خصوصیت سے کسی دوسرے جلیل القدر صحابی کے متعلق ایک آیت بتا دیں، جس میں خصم کو یہ کہنے کا موقع نہ مل سکے کہ اس کا مصداق کوئی اور ہے۔

ایک عجیب نکتہ:

اس موقع پر مجھے ایک نکتہ یاد آ گیا ہے، جو میرے ایک مکرّم فاضل، جلیل القدر مہربان، عالی جناب شہزادہ والا گوہر خان صاحب (اسسٹنٹ کمشنر) دام مجدہٗ نے ایک دفعہ چند احباب کی مجلس میں علمی مسائل کے تذکرہ میں بیان فرمایا تھا۔ وہ یہ کہ ایسی کوئی حدیثِ رسول ﷺ کسی صحابی کے حق میں دکھاؤ، جس کی تصدیق بالفاظہٖ قرآن میں موجود ہو۔ ہم سب حاضرین حیران رہ گئے کہ ایسی کوئی حدیث کہاں سے مل سکتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ حدیث ''لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا'' ہے، جو جناب رسول اکرم ﷺ نے غارِ ثور میں صدیق اکبرؓ کو مخاطب کر کے فرمائی تھی اور اس کی تصدیق قرآن میں لفظ بہ لفظ دیکھ لو۔ ''اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ''۔

سبحان اللہ باوجود صریح آیات بیّنات کے بھی اگر شیعہ صاحبان کی تسلی نہ ہو تو مجبوری یہی کہنا پڑے گا کہ ''خَتَمَ اللّٰہُ'' کی مہر آپ کے دلوں پر لگ گئی ہے۔ صاحبان اس سے زیادہ ثبوتِ فضلِ صدیقیؓ پر کیا مانگتے ہو؟ کہ غارِ ثور میں خدائے عالم نے ان کو خاص صُحبتِ رسولی کا شرف عطا فرما کر ''صاحب رسولؐ'' کا مبارک خطاب اپنے دربار سے عنایت فرمادیا۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ۔

واقعی جس شخص نے عین خلوت میں تین دن اُس معشوقِ عالم ﷺ کی پاک صُحبت کے

مزے لُوٹے۔ اس جیسا خوش نصیب دنیا بھر میں اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

رقیب کہتا ہے ہم بھی صنم کے شیدا ہیں
بتائے اس نے ہیں کب وصل کے مزے لوٹے
جمالِ دوست جو ہو بے حجاب خلوت میں
یہی سُرور ہے اور سب خیال ہیں جھوٹے

۸: هُوَ الَّذِیْ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّا اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۔ یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ [1]

ترجمہ: اُس خدا نے اے رسولؐ، تجھے اپنی خاص نصرت سے تائید دی اور مومنوں کی جماعت سے اور ان کے دلوں کو جوڑ دیا۔ اگر تو ساری زمین کی دولت خرچ کر دیتا، ان کے دلوں کو جوڑ نہ سکتا، وہ تیرا رب زبردست حکمت والا ہے۔ اے نبی تجھے کافی ہے اللہ، اور ترے پیروکار مومن"۔

اس جگہ خداوند کریم اپنے رسول پاک ﷺ کو اطمینان بخش الفاظ میں فرماتے ہیں کہ ہر چند کفار تجھ سے ٹکر لڑائیں، تیرا بال بیکا نہیں کر سکتے۔ دشمن کے مقابلہ میں مطمئن رہیے، آخر میدان آپ ہی کے ہاتھ ہوگا۔ دشمنِ تیرے مقابلے کی کیا تاب لا سکتا ہے؟ کیونکہ تیرے حامی اور مؤید ایک تو ہماری خاصِ نصرت ہے، اور دوسرا تیرے ماتحت وہ الٰہی پلٹن ہے جس کے امراضِ قلبی کے دفعیہ کے لئے ڈاکٹری معائنہ کرنے والے ہم خود ہیں۔ ہم نے پہلے ہی سے منتخب کر کے تیری فوج میں وہ نمک حلال سپاہی بھرتی کیئے ہیں جن کے دل امراض سے پاک و صاف ہیں۔ ان کو ہمارے حضور سے ایمان (اخلاص و اطاعت) کا تمغہ عطا ہو چکا

---

[1] پارہ نمبر ۱۰ سورۂ انفال

ہے۔اوراس بیڑے کے جملہ جنگی ملازمین کے دل ہم نے ایسے جوڑ دیئے ہیں کہ ممکن ہی نہیں کہ کبھی ٹوٹ پھوٹ سکیں۔اور یہ تالیفِ قلوب کسی انسانی حکمت کا کام نہیں تھا۔ اگر دنیا کے خزانے بھی اس کام پر خرچ کیئے جاتے تو ایسا ہونا ناممکن تھا۔ یہ صرف ہماری زبردست حکمت کا کام تھا۔شیعہ صاحبان اس آیت کے مضمون پاک کو ملاحظہ کریں۔رب العباد نے فرمادیا ہے کہ جماعتِ رسول ﷺ میں تو ایک خالص مخلص پاک دل گروہ ہمارے خاص حکم سے داخل کیا گیا ہے۔جن کی صفات پر کسی انسانی شہادت کی ضرورت نہیں ہے اور اس خالص ومخلص جماعت کو مومنین کا لقب مل چکا ہے۔

جماعتِ رسول ﷺ کے ایمان پر الٰہی شہادت:

شیعہ صاحبان کیسے باوجود اس الٰہی شہادت کے صحابہؓ کی بابت اشتباہ ❶ کر سکتے ہیں۔اور اس لقبِ خداداد (مومنین) کا تمغہ ان سے کیسے چھین سکتے ہیں۔دیکھو جس فوج کا ہر ایک سپاہی اس الٰہی تمغہ سے مشرّف ہو چکا ہے۔اس کے اعلیٰ عہدیداران (اصحاب ثلاثہ) کا رتبہ جو کچھ حضورِ الٰہی میں ہوسکتا ہے وہ تم خود ہی قیاس ❷ کرلو۔اس آیت میں تو جماعت رسول ﷺ اور ''حزب اللہ'' (الٰہی فوج) کے ہر ایک ملازم کی صفائی کی شہادت دی گئی ہے۔اس اگلی آیت میں خاص اس فوج کے اعلیٰ آفیسران کے حالات حق تعالیٰ بیان فرماتے ہیں۔

۹: مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ۔ ❶

ترجمہ: محمد خدا کا خاص سفیر ہے اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں، وہ کافروں پر سخت زور

---

❶ شک وشبہ۔ ❷ دو چیزوں کی فکر میں اندازہ اور غور کرنا۔

❶ پارہ نمبر ۲۶، سورۂ فتح۔

آور ہیں۔آپس میں محبت کرنیوالے ہیں،تو انُ کو دیکھتا ہے،رکوع وسجود کرنے والے۔
خدا کا فضل اوراس کی رضا چاہتے ہیں۔اُن کے چہروں میں سجود کے نشان موجود ہیں"۔

خلفاءاربعہؓ کے اوصافِ جمیلہ قرآن میں:

اس آیت میں حق سبحانہٗ وتعالیٰ ان خواصانِ بارگاہِ احمد ﷺ کے اوصافِ جمیلہ اور اعلیٰ ہمت وجواں مردی، باہمی اتفاق اورنیک چلن واطاعتِ الٰہی کی تعریف فرمارہے ہیں۔یعنی اس اسلامی شہنشاہ کی فوج کی کمانڈ ان بہادروں کے ہاتھ میں ہے، جودل سے اس شہنشاہِ وقت کا ہروقت پوراساتھ دینے والے ہیں۔"وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ "کے مضمون اور معیّت کی معنی پرخوب غورفرمایئے۔"اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّار "یعنی دشمن کی فوج پر غیظ وغضب سےٹوٹ پڑنیوالے ہیں،اوردشمن پران کی شدت اورقہرِ صولت کاایسااثر پڑتا ہے کہ دیکھتے ہی اس کے چھکے چھوٹ جاتے ہیں۔"رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ "یعنی آپس میں ایک دوسرے پرجان دینے والے ہیں۔صحابہ کرامؓ کے باہمی اتفاق ظاہر کرنے کے لئے" رُحَمَآءُ" کالفظ عجیب موزوں ہے۔ وصفِ رحمیّت ہزار اتفاق کواپنے اندر لپیٹے ہوئے ہے۔اور واقعی اسلامی پیشواؤں کا اتفاق کوئی معمولی اتفاق نہ تھا بلکہ وہ سچے" رحماء" تھے۔اسی پاک وصف نے دشمن کے ہرایک مقابلہ میں ان کوغالب اورفتح یاب کردیا۔معمولی اتفاق بھی دشمن کے مقابلہ میں بہت کچھ کامیابی کامنہ دکھادیتا ہے۔چہ جائیکہ اتفاق رحمیّت کی حدتک پہنچاہوا ہو۔جس پر ہزاروں اتحادقربان ہیں۔افسوس اس" رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ" کے مُسلّمہ وصف میں بھی شیعہ صاحبان دستِ اندازی کیئے بغیرنہیں رہ سکتے۔"تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا "یعنی باوجود اس اقتدارِعظیم کے جو ان اسلامی فوج کے سرداروں کوحاصل ہے۔پھربھی وہ ربُّ العزت کی جناب میں سرنیازخم کیئے ہوئے ہیں۔دیکھو"سُجَّدًا" بلکہ سرِ عجز زمین پر رکھاہوا ہے۔اوریہ الٰہی پلٹن کے آفیسر کسی دنیاوی اعزاز کے طالب نہیں،ان سچی خدمات کے عوض

کوئی مال و دولت طلب نہیں کرتے۔ ''یَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا'' صرف اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کا پروانہ مانگتے ہیں۔ ان سرداروں کی شناخت کے لئے وردی کے ساتھ بیج لٹکانے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ ان کی شناخت کے لئے ان کے ماتھوں پر کثرتِ سجود کے باعث ''قدرتی نشان'' تاباں و درخشاں ہیں۔

اب شیعہ صاحبان انصاف فرمائیں۔ اس تعریفِ الٰہی کے مصداق اسلامی پیشوایان کی نسبت کیا واہی تباہی خیالات کیئے جاتے ہیں کہ ان کا ایمان ہی ابھی معرضِ اشتباہ ہے۔ افسوس۔ افسوس۔ افسوس۔

۱۰: لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّوْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ وَیُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ [1]۔

ترجمہ: نہ پائے گا ایسی قوم کو جو یقین رکھتی ہے اللہ پر اور پچھلے دن (قیامت) پر کہ دوستی کریں ان لوگوں سے جو مخالف ہوئے اللہ کے اور اس کے رسول کے، اگر چہ ان کے باپ ہوں یا اپنے گھرانے۔ ان کے دلوں میں ایمان لکھ دیا ہے اور ان کو مدد دی اپنے غیب کے فیض سے۔ اور داخل کرے گا ان کو باغوں میں، جن کے نیچے ندیاں بہتی ہیں، سدا رہیں اُن میں، اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اُس سے راضی ہیں۔ وہ الٰہی جماعت ہے اور الٰہی جماعت فلاح والی ہوتی ہے۔

---

[1] پارہ نمبر ۲۸، سورۂ مجادلہ۔

مومنین و مخلصین کی پڑتال کا معیار:

دیکھیئے اس آیت میں مومنینِ مخلصین کی پڑتال کا ایک عمدہ معیار حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے بتلا دیا ہے۔ وہ یہ کہ اس جماعت کی پہچان یہ ہے کہ یہ اعداءِ خدا اور رسول ﷺ سے کبھی دوستی نہ کریں گے۔ اگرچہ ان کے اقرباء ہی کیوں نہ ہوں۔ اب ہم ''اصحاب ثلاثہؓ '' کی ایمانی حالت کو اسی کسوٹی پر گس کر بخوبی پرکھ سکتے ہیں۔ اس امتحان میں یہ حضرات ایسے پورے نکلے کہ دشمن و دوست اس امر کی شہادت دیں گے کہ اسلام کے معاملہ میں کبھی قرابت اور محبت کا اثر ان کے پاک دلوں پر غالب نہیں آسکتا تھا۔ جنگِ بدر میں فاروقِ اعظمؓ کے ہاتھ سے عاص بن ہشام بن مغیرہ جو قریش کا ایک معزز سردار تھا، اور آپؓ کا حقیقی ماموں تھا۔ قتل ہُوا۔ بلکہ اپنے قیدیوں کے معاملہ میں رائے دینے کے وقت پکار کر کہہ دیا تھا کہ اسلام کے معاملہ میں قرابت اور رشتہ کو کیا دخل ہے؟ ہم میں سے ہر ایک شخص اپنے عزیز کو آپ قتل کرے۔ اس طریقے سے کہ علیؓ عقیل کو ماردیں، حمزہؓ عباس کو، اور میں اپنے فلاں عزیز کی گردن اپنے ہاتھ سے ماروں ❶۔

انہی کارگزاریوں اور دینِ حق کی سچی تابعداری کے بدلے ہی تو یہ حضرات مقبولِ بارگاہِ الٰہی ہو کر دنیاوی اور اُخروی اعزاز کے مستحق ہوئے تھے۔ شیعہ صاحبان کوئی معتبر شہادت اس کے خلاف پیش کر سکتے ہیں کہ اسلام کے بارے میں قرابت اور رشتہ داری کا لحاظ ان حضرات کے دلوں پر کبھی عمر بھر میں ایک دفعہ بھی مستولیٰ ❷ ہُوا تھا؟ یا کسی دشمنِ خدا اور رسول ﷺ کے ساتھ انہوں نے یارانے گانٹھ لیئے ہوئے تھے؟ کبھی نہیں پیش کر سکیں گے۔ پھر اس آیت میں اس امتحان میں کامیاب شُدگان کی نسبت الٰہی شہادت دیکھو کہ ان کے دلوں میں خدا نے ایمان کو لکھ دیا۔ انکو روح القدس سے امداد ملی ، قیامت میں

---

❶ تاریخ طبری جلد ۵، ص ۱۳۵۔

❷ مستولیٰ، یعنی غالب

بہشت کی نعمت حاصل کریں گے۔ ان کو خوشنودی کے پروانہ جات مل چکے۔ پھر اُن لوگوں کے ایمان میں شک کرنا بتاؤ تکذیبِ قرآنی نہیں تو کیا ہے؟۔

۱۱: اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الفَآئِزُوْن ـ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّ جَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ـ ❶

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور خدا کی راہ میں ہجرت اور جہاد کیا، اپنی مالی وجانی خدمات سے دریغ نہ کیا۔ (وہ) خدا کے ہاں بڑا رُتبہ رکھتے ہیں۔ اور وہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں، خدا ان کو رحمت اور خوشنودی کی بشارت سُناتا ہے۔ اور بہشت کی، جن میں ابدی عیش حاصل کریں گے''۔

اس آیت میں مومن کا اعلیٰ رُتبہ ہونا اور ان کا فائز الدارین ہونا بیان فرمایا گیا ہے۔ اب کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس آیت کا مصداق اصحاب ثلثہؓ نہ تھے؟ مذکورہ آیت کے اوصاف میں سے کون سا وصف اُن سے مسلُوب ❷ کر سکتے ہو؟ کیا وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ بلا کسی طمعِ دنیوی کے ایمان نہیں لائے تھے؟ یا ان کے ساتھ ہجرت کا شرف حاصل نہ کیا تھا؟ یا کیا وہ جہاد فی سبیل اللہ کے تارک ❸ تھے؟ اگر ان میں یہ سب باتیں تھیں تو خداوند کریم نے ان کی نسبت خاص شہادت ''اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰه'' کی دی ہے۔ یعنی خدا کے حضور اُن کا منصبِ عظیم ہے۔ اور فوز الدارین ❹ کا رتبہ حاصل ہے۔ خدا نے ان کو اپنی خوشنودی کا سرٹفیکیٹ عطا فرما دیا ہے۔ اور ان کے لئے بہشت کا وعدہ ہو چکا ہے۔

---

❶ پارہ نمبر۱۰، سورۃ انفال

❷ سلب، ختم

❸ چھوڑنے والے

❹ دونوں جہان کی کامیابی

۱۲: لٰکِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِیْنَ آمَنُوا مَعَہٗ جَاھَدُوا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ اُولٰئِکَ لَھُمُ الخیرات ۔ واُولٰئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحتِھَا الاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ذٰلِكَ الْفَوزُ الْعَظِیْمُ ❶۔

ترجمہ: لیکن رسول ﷺ اوران کے ساتھ ایمان لائے ہیں، لڑے ہیں اپنے مالوں سے اور جانوں سے، انہی کیلئے ہیں خوبیاں اور وہی لوگ فلاح والے ہیں۔ خدانے ان کے لئے تیار کرر کھے ہیں باغ، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، سدا رہیں اُن میں، یہ بڑی کامیابی ہے"۔

دیکھئے اس جگہ رب العزت نے رسول کی جماعت کو اُن کی مالی اور جانی خدماتِ اسلام کے بدلے دونوں جہان کی خوبیاں، ان کا بامُراد ہونا اور بہشت میں داخل ہوکر اس میں سدا رہنا بیان فرمایا ہے۔ کیا خلفائے ثلاثہؓ کی مالی اور جانی خدمات سے کوئی بشر انکار کر سکتا ہے۔ جبکہ اُن کی مالی اور جانی خدمات کا اعتراف ساری دنیا کرتی ہے۔ تو "اُولٰئِکَ لَھُمُ الخَیْرات کے مان لینے سے پھر شیعہ کو کیا چارہ ہوسکتا ہے؟

۱۳: اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤمِنِینَ انْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ یُقَاتِلُونَ فِی سَبِیْلِ اللّٰہ فَیَقْتُلُونَ وَیُقْتَلُونْ ۔ وَعدًا عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوراۃ وَالانْجِیل وَالْقُراٰنِ وَمَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُم بِہٖ وَذٰلِكَ ھُوَا الْفَوْزُ الْعَظِیْمْ۔ اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُونَ الحَامِدونَ السَّائحونَ الرَّاکِعُونَ السّٰجِدُونَ الاٰمِرُونَ بِالمَعْرُوفِ وَالنَّاھُوْنَ عَنِ المُنْکَرِ وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللّٰہِ وَبَشِّرِ المؤمنین ❷۔

---

❶ پارہ نمبر ۱۰، سورۂ توبہ۔

❷ پارہ نمبر ۱۱، سورۂ توبہ، آیت نمبر ۱۱۱۔

ترجمہ: خدا نے خرید لی مومنوں سے اُن کی جان اور مال کہ اس کی راہ میں خرچ کریں۔ اس قیمت پر کہ ان کو بہشت ملے گی۔ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں، پھر قتل کرتے ہیں (کفار کو) اور مرتے ہیں (کافروں کے ہاتھوں سے) اس کے ذمہ وعدہ ہو چکا سچا توراۃ، انجیل اور قرآن میں، اور کون ہے قول کا پورا اللہ سے زیادہ؟ خوشی مناؤ اے ایمان والو اس سودے پر، جو تم نے خدا سے کیا (یعنی فانی چیز دے کر ابدی انعام لے لیا) اور یہی بڑی مراد ملنی ہے۔ یہ مسلمان ہیں توبہ کرنیوالے (برائیوں سے) بندگی کرنیوالے دل سے، شکر بجالانے والے (نعمتِ الٰہی) پر، بے لگاؤ رہنے والے (دنیا کے تعلقات سے) رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، بھلائی کا امر کرنے والے، برائی سے روکنے والے، لحاظ رکھنے والے حدود اللہ کا، اور ان کو مبارکباد دیجئے (کہ ایسے القابات حضورِ الٰہی سے اُن کو عطا ہوئے)''۔

دیکھیئے اس موقع پر حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے ان سچے مومنوں کو، جنہوں نے اس کی راہ میں اپنی جان و مال دیئے، بہشت کا وعدہ دیا۔ اور فرمایا کہ یہ وعدۂ الٰہی سچے مومنین کے لئے نہ صرف قرآن مجید میں، بلکہ توریت وانجیل میں بھی درج ہو چکا ہے۔ پھر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ایفاءِ عہد میں خدا سب سے زیادہ پکا ہے۔ (اور کیوں نہ ہو، وہ کریم ہے اور ''الکریمُ اِذَا وَعَدَ وَفَا'') یہ حتمی وعدہ دینے کے بعد پھر ان مومنین ومخلصین کے خداوند عالی نے اوصاف جمیلہ بھی بیان فرما دیئے۔ اب حضرات شیعہ سے ہم پوچھتے ہیں کیا خدا سے سودا کرنے والے یہ خلفاء ثلاثہؓ نہ تھے؟ اونہوں نے اپنی جان اور مال تو اس کے راہ میں وقف کر دیئے ہوئے تھے۔ اور اُن کے لئے عطیۂ نعیم اخروی کا وعدہ خدا نے نہایت تاکید سے فرما دیا ہے۔ پھر آپ ان کی شان پاک میں شک کرنے کی گنجائش پاتے ہیں؟ کیا انہوں نے زر ثمن (مالی وجانی خدمات) خدا سے واپس لے لی تھی؟ یا خدا نے ان کے ہاتھ سے مال بیع (جنت) واپس لے کر بیع مذکور کا اقالہ کر لیا تھا؟ حاشا وکلّا۔

یہ بیع تو قطعی ہو چکی، جو کبھی فسخ ہو ہی نہیں سکتی، اور یہ اوصاف جو خداوند عالم نے اپنی پاک کلام میں بیان فرمائے ہیں، سب سے بڑھ کر ان حضرات (ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ) میں پائی جاتی تھیں۔ پس نہایت بے انصافی ہے کہ اللہ تو ان کو مبارکبادی کے ساتھ وعدۂ بہشت دے اور ان کے اوصاف بیان فرمائے۔ اور تم لوگ کچھ اُلٹا ہی راگ گاؤ۔ کچھ ہوش کرو۔

۱۴: وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَاجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ❶۔

ترجمہ: اور خدا کی راہ میں سچا جہاد کرو، خدا نے تمہیں پسند کیا اور نہیں رکھی تم پر دین میں مشکل۔ یہ دین تمہارے باپ ابراہیمؑ کا ہے، اللہ نے تمہارا نام مسلمان (حکم بردار) پہلے سے ہی رکھا ہوا ہے (یعنی اگلی آسمانی کتابوں میں) تا کہ رسول ہو تمہارا گواہ اور تم گواہ رہو اور لوگوں پر"۔

اس آیت میں مومنین مجاہدین کے اسلام اور ایمان پر کیا قوی شہادتِ الٰہی موجود ہے کہ ان کا نام نہ صرف قرآن میں بلکہ اگلی کتابوں میں پہلے ہی سے مسلمان لکھا ہوا ہے۔ کیا خلفاءِ کرام "وَجَاهِدُوا فِي اللّٰه" کا حکم صدقِ دل سے بجا نہیں لاتے تھے؟ اگر انہوں نے اس حکم پاک کی پوری جانفشانی سے تعمیل کی، تو اب شیعہ خدا کی ساری آسمانی کتابوں سے اگر ان کے سچے اسلام کی شہادت مٹا سکتے ہیں تو مٹائیں۔

۱۵: لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ❷۔

---

❶ پارہ نمبر ۱۷، سورۃ الحج۔ ❷ پارہ نمبر ۲۶، سورۂ فتح۔

ترجمہ: بالتحقیق رب العالمین اُن مومنین سے راضی ہو چکا، جبکہ وہ تجھ سے بیعت کر رہے تھے، پس خدا نے ان کے دلوں کا حال جان لیا، خدا نے اُن پر رحمت اُتاری، فتح اور حصولِ مغانم کی مبارکباد دی۔

شرکاءِ بیعت رضوان کو پروانۂ خوشنودی عطا ہو چکا:

کیا خوشنودی کا پروانہ منافقوں کو بھی ملا کرتا ہے۔ کبھی نہیں۔ جو لوگ اس بیعت میں شامل ہوئے، اور اس پر قائم رہے ان کو منشورِ رضاءِ الٰہی عطا ہو چکا۔ اور الٰہی دربار سے ملا ہُوا منشور پھر واپس نہیں لیا جاسکتا۔ اب بتاؤ تو اصحاب ثلاثہؓ میں سے شیخینؓ تو اس بیعت میں شریک تھے اور حضرت عثمان غنیؓ رسالت مآب ﷺ کے تعمیلِ حکم کے لئے مکہ مکرمہ میں سفیر ہو کر گئے ہوئے تھے۔ اور رسول خدا ﷺ نے اپنا ہاتھ نیچے اوپر رکھ کر بیعتِ عثمانؓ کا اظہار فرمایا تھا اور گویا وہ بھی اس بیعت میں پہلے سے ہی داخل ہو چکے تھے۔ کیونکہ بیعت لینے سے مطلب ہی یہ تھا کہ کوئی شخص ایسے مشکل وقت میں ہمت ہار کر لشکرِ اسلامیان کا ساتھ نہ چھوڑے۔ بلکہ وہ تو پہلے ہی سے اس عہد کی وفا کا ثبوت دے چکے تھے۔ اس بیعت کو توڑنے والا صرف ''جُد بن قیس'' تھا، جو پہلے سے ہی ضعیف الایمان منافق تھا۔ جس کا حال کُتب فریقین میں مذکور ہے۔ اس نے اپنی بیعت کو توڑ کر ان خواص فریق کے زُمرہ سے اپنا نام خارج کرا لیا۔ اور اس کے سوا اگر کسی صحابیِ رسول ﷺ کے ذمہ بیعت توڑنے کا الزام شیعہ ثابت کریں تو بارِ ثبوت ان کے ذمہ ہوگا۔ مگر اصحاب ثلاثہؓ کا تو اخیر دم تک اس بیعت پر رہنا مُسلَّم الثبوت ہے تو پھر ان کے مومنِ حقیقی ہونے میں شک کرنا سخت بے ایمانی ہوگی۔

۱۲: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ

خَوفِهِمْ اَمْنًا۔ یَعْبُدُونَنِی لَا یُشْرِکُونَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذَالِکَ فَاُولٰئِکَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ ❶۔

ترجمہ: خدا تعالیٰ نے اُن لوگوں سے، جو تم میں سے ایمان لائے اور اعمال نیک کیئے وعدہ کرلیا ہے بالضرور کہ ان کو زمین پر جانشین اور خلیفہ بنائے گا۔ جیسا کہ اُن لوگوں کو خلیفہ بنایا، جو تم سے پہلے تھے۔ اور ان کے اس دین کو جس کو ان کے لیے پسند کر چکا ہے، متمکن کرے گا۔ اور خوف کے بعد ان کی حالت کو امن سے بدل دے گا۔ وہ میری ہی پرستش کریں گے۔ وہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ جس نے اس کے بعد کفرانِ (نعمت) کیا، وہ لوگ فاسق ہیں۔

مسئلہ خلافت کا فیصلہ:

اس آیت میں احکم الحاکمین نے ایک بڑے بھاری معرکہ کے مسئلہ ''خلافت'' کا فیصلہ فرما دیا ہے۔ اگر کوئی دِل نورِ ہدایت سے منور ہو تو اس کو مسئلہ معہودہ کی نسبت اس فیصلۂ رحمانی کے مان لینے میں تأمل نہ ہوگا۔ دیکھیے رب العباد نے فرمایا ہے کہ ہم نے اس اخص الخواص جماعت مومنین مخلصین کو حتمی وعدہ دیا ہے کہ ان کو خلافت کی مسند ضرور عطا کی جائے گی۔ جیسا کہ اس سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاءؑ کے سچے پیروکار خلیفہ بنے۔ اور اس وقت دینِ مرضیہ کی خوب استقامت ہوگی۔ اور خوف کا زمانہ امن سے بدل جائے گا۔ یہ جماعت ایسی مخلص عباد صالحون کی ہوگی، کہ باوجود اس اقتدارِ عظیم (عہدۂ خلافت) کے حاصل کرنے کے بعد بھی میری توحید پر قائم رہیں گے۔ اب ہم شیعہ صاحبان سے دریافت کرتے ہیں کہ یہ وعدۂ الٰہی اصحاب ثلاثہؓ کے حق میں پورا ہوا یا نہیں؟ اگر پورا ہو گیا تو کیا یہ حضرات ''اَلَّذِیْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰت'' کے مصداق تھے یا نہیں؟ اگر نہیں تھے تو کیوں اس انعامِ الٰہی (عطیۂ خلافت موعودہ) سے مشرّف ہو گئے۔ اس کے

---

❶ پارہ نمبر ۱۸، سورۃ النور۔

مستحق تو صرف ''آمَنُوْا'' کے مصداق لوگ تھے۔ کیا غیر مستحق لوگ بھی انعام پا جایا کرتے ہیں؟ خصوصاً جب انعام بخشنے والا ''عَلَّامُ الغیُوب'' اور ''علیمٌ بذات الصُّدور'' ہو، کیا یہ بھی ممکن ہے کہ ایک انعام کا اطلاع نامہ تو دوسرے لوگوں کے نام جاری ہو چکا ہے۔ اور انعام ملنے کے وقت وہ لوگ دیکھتے رہ گئے اور ایک دوسری جماعت جو بالکل غیر مستحق تھی، انعام پا گئی؟ ایسا کیوں ہوا؟ کیا بوقتِ تقسیم انعام، انعام بخشنے والے کو مستحقین اور غیر مستحقین کے امتیاز میں دھوکہ ہوا۔ یا انعام دینے والے نے اپنا پہلا حکم منسوخ کر کے دوسروں کو انعام دے دیا۔ اور پہلوں سے وعدہ خلافی کر بیٹھا۔ یا جماعتِ غیر مستحقین زبردست اور مستحقین زیردست ❶ تھے؟ اول نے دوسرے سے زبردستی چھین کر وہ انعام اڑا لیا۔ یہ سب باتیں کفر ہیں نہ تو اس ذاتِ علیم وخبیر کے آگے کوئی مخفی رہ سکتا ہے اور نہ وہ اپنے احکامِ نافذہ کو بلاوجہ توڑ کر تغیر وتبدّل کرتا ہے۔ اور نہ اس کے حتمی وعدوں میں تخلف ❷ ہو سکتا ہے۔ اور نہ کوئی طاقت اس سے زبردست ہو سکتی ہے جو اس کے ارادۂ پاک کی مزاحمت کر سکے۔ اور اس کی دی ہوئی نعمت اس کی مقبول جماعت کے ہاتھوں سے چھین سکے۔ وہ ''فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیدُ'' اور ''یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ'' کے وصف سے موصوف ہے۔ وہ اپنے ارادوں کو پورا کیئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ اور اس کی صفت ''لَا یُخْلِفُ المِیْعَاد'' ہے۔ اس کے وعدوں میں تخلف خیال کرنا کفر ہے۔ اس کے ارادہ اور مشیّت ❸ میں یہی تھا کہ بعد وفات سرورِ عالم ﷺ آپ کی خلافت کا اعزاز ان کے چار برگزیدہ اصحابؓ کو عطا فرمایا جائے۔ یہ اعزاز چونکہ ان کی خدمات کا صلہ تھا۔ اس لئے اس کے عطا ہونے پر ان کی خدمات کا بھی پورا لحاظ ہوا۔ جن کی خدمات اسلام میں سب سے زیادہ ہیں، جنہوں نے خدا تعالیٰ کی راہ میں بہت زیادہ دُکھ اٹھائے ہیں۔ جس نے ہادیٔ اسلام ﷺ کی دعوت سب

---

❶ کمزور، مغلوب ❷ وعدہ خلافی

❸ اللہ تعالیٰ کی خواہش

سے پہلے بلا کسی امتحان لینے کے قبول کی ❶ اور اس سچے ہادی کی تائید میں سب سے پہلے اعداءِ دین سے مقابلہ کیا، جنہوں نے اپنی ساری وجاہت اور دنیوی اقتدار نظر انداز کر کے دینِ رسول ﷺ کی سچی تابعداری سب سے اول اختیار کی۔ جنہوں نے عمر بھر میں اس پیارے آقا کا ساتھ پورا نبھایا ہے۔ اور وہ ابوبکرؓ جو نہایت ہولناک اور پُرخطر موقع پر حضور علیہ السلام کا ہمدم و یارِ غار رہا ہے۔ جس پر اس پاک رسول ﷺ کی نظر شفقت بلحاظ اس کے کہ ''قدیمان خود را بیفزائے قدر'' سب سے زیادہ تھی۔ جس کو حضور پاک ﷺ نے اپنی زندگی کے اخیر وقت میں اپنے مصلّے پر کھڑا کرنے اور امامت پر مامور کرنے کا امتیاز بخشا ہے۔ اس کو سب سے پہلے اس اعزاز کا حصہ ملا۔ منطوقِ آیت ❷ صاف پکار رہی ہے کہ خلفائے اربعہؓ نے نہ اپنے اختیار و کوشش سے، نہ کسی منصوبہ سے خلافت کی تحصیل کی، بلکہ محض خدائے پاک کے ارادہ سے اس کے حتمی وعدہ کے بموجب ان کو یہ اعزاز ملے اور اسی ترتیب سے ملے، جیسا کہ خداوند کریم کی مرضی تھی۔ ورنہ کسی کی طاقت تھی کہ ارادۂ ایزدی پر غالب آسکتا؟ اور اسؓ کے موعودہ اعزاز کو بلا استحقاق کر سکتا۔ یا وقت سے پہلے اس اعزاز سے حصہ لے سکتا۔ تقدیر اور مشیت ایزدی پر کوئی انسانی تدبیر غالب نہیں آسکتی۔ اور نہ الٰہی ارادہ کا مقابلہ انسانی منصوبہ کر سکتا ہے۔ پھر یہ کہنا سخت بے ایمانی ہے کہ وعدۂ خلافت تو حضرت علی المرتضیٰؓ کے لئے تھا، اور وہی سب سے پہلے مستحق تھے۔ لیکن ثلاثہؓ نے زبردستی ان کا حق چھین کر خود خلافت پہلے لے لی۔ بھلا کچھ تو عقل کیجئے یہ تو مان بھی لیں کہ اسد اللہ الغالبؓ پر ثلاثہؓ کی قوت غالب ہو جائے اور ان کے مقابلہ میں شیرِ خدا، خیبر شکن بے بس ہو کر دم بخود رہ جائیں۔ لیکن یہ کب ہو سکتا ہے کہ ثلاثہؓ خدائے قدیر کی زبردست طاقت کا مقابلہ کر کے اس کی موعودہ اور دی ہوئی نعمت شیر خدا سے چھین لیں۔ نعوذ باللہ من ھذہِ الخیالات۔

---

❶ یعنی بلا مطالبۂ دلیل

❷ آیت کے مضمون کے مطابق

نیز آیت سے صاف ظاہر ہے کہ وعدۂ خلافت ایک سے زیادہ اشخاص کے لئے تھا۔ نہ کہ فرد کے لئے۔ کیونکہ آیت میں موعودلہم جماعت مومنین ہے، نہ کہ ایک شخص۔ ''اَلَّذِیْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا '' صیغہائے جمع پر غور کریں۔ اور جونشان موعودلہم کا خداوند کریم نے بیان فرمایا ہے، یعنی ''آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰت '' جو لوگ ان اوصاف میں جملہ فائق تھے، وہی مستحق ہو سکتے تھے۔ اور یہ امرِ مسلَّم ہے کہ خلفاء اربعہ و دیگر صحابہؓ کرام سے ان اوصاف میں فاضل تھے۔ اور یہی لوگ اس منصبِ جلیل کے مستحق تھے۔ اور ان چاروں کو اس منصب کا ملنا مقدّر تھا۔ ادھر زمانۂ خلافت بھی محدود کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ رسولِ برحق ﷺ نے اس کی میعاد صرف تیس سال بیان فرمائی تھی۔ تو پھر فرمایئے کہ سوائے اس ترتیب کے، جو سلسلۂ خلافت میں وقوع پذیر ہوئی ہے، دوسری کون سی صورت تھی کہ چاروں بزرگوار اس عطیۂ الٰہی سے اس میعاد کے اندر بہرہ ور ہو سکتے؟ اگر مولا علی المرتضیٰؓ کو سب سے پہلے خلافت ملی ہوتی تو باقی ہر سہ اصحابؓ اس نعمتِ موعودہ سے محروم رہ جاتے۔ کیونکہ ان کا زمانۂ زندگی پہلے ہی سے ختم ہو جاتا تھا۔ ایسا ہی اس ترتیب میں اگر کچھ بھی تغیر ہوتا تو کوئی نہ کوئی صاحب ضرور اس عطیہ سے محروم ہو جاتا سبحان اللہ، ''فعل الحکیم لا یخلوا عنِ الحکمة ''[1]

خلافت کے متعلق فیصلۂ الٰہی:

اس آیت کریمہ نے مسئلہ ایمانِ صحابہؓ کے ساتھ خلافت کا بھی قطعی فیصلہ فرما دیا۔ اور یہ بھی ثابت کر دیا کہ یہ خلفاء جیسا کہ ایمان و عمل صالح کے مصداق تھے، خلافت ملنے کے بعد بھی ''یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا '' کے پورے مصداق رہیں گے۔ ممکن ہی نہیں کہ اس قدر اقتدارِ عظیم ملنے پر بھی ان کی حالت میں ذرا سا تغیر پیدا ہو جائے۔ بلکہ جیسا کہ پہلے مسکنت اور فقر کی حالت میں میرے سچے تابعدار تھے اس اقتدار میں بھی میری

---

[1] حکیم ذات کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

عبادت میں مست اور میری توحید میں سرشار رہیں گے۔ صاحبان غور کیجئے، یہ آیت خلفاءِ ثلاثہؓ کے ابدی ایمان پر شاہد ہے۔ نیز خداوند کریم نے ان کے ایمانِ ابدی کی شہادت دے کر پھر یہ بھی فرمایا کہ اس میری شہادت کے بعد بھی اگر کوئی شخص میرے ان پاک بندوں کے ایمان میں کلام کرے گا، اور ان کے احسانِ عام کا کُفران کرے گا، سمجھ لو کہ وہ گمراہ بدبخت فاسق ہے۔

شیعہ صاحبان ذرا انصاف کی عینک لگا کر اس آیت کو پڑھیں تو سہی! ''وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِن بَعْدِ خوفِهِمْ اَمْنًا'' کا مصداق کونسا زمانہ ہے؟ کیا وہ زمانہ جو جناب علی المرتضیٰؓ کا عہدِ خلافت تھا؟ شیعہ صاحبان خود مانتے ہیں کہ وہ زمانہ تو سخت پُرآشوب تھا، ہمارے ایک ہمعصر شیعہ اپنے مصنّفہ ''رسالہ سجادیہ'' میں اُس زمانہ کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتے ہیں۔

''حضرت امیر (علیؓ) کی خلافت کا زمانہ بوجہ بغاوتِ بی بی عائشہؓ صدیقہ وغیرہ غایت درجہ پُرشور تھا۔ اور عرب میں گویا ۱۸۵۷ء کا سا حال ہو رہا تھا❶۔

پھر ایسا پُرآشوب زمانہ تو اس پیشنگوئی کا مصداق نہیں ہوسکتا۔ کیا یہ زمانہ خلفاء ثلاثہؓ کا زمانہ نہ تھا کہ بعد اُس خوف کے، جو وفاتِ رسولِ مقبول ﷺ کے بعد ارتداد کا فتنہ عظیم برپا ہوگیا تھا۔ مسیلمہ اور اسود عنسی جیسے جھوٹے لوگوں نے دعویٰ نبوت کر کے اندھیر مچا رکھا تھا۔ اور صدیق اکبرؓ نے توفیقِ ایزدی سے ان کذابوں کا خاتمہ کر کے سب فتنہ بٹھا دیا تھا۔ اور پھر ہمیشہ کے لئے امن قائم ہوگیا تھا۔ حتیٰ کہ تینوں خلفاء کے زمانہ میں وہ امن قائم رہا۔ جس کا شیعہ بھی انکار نہیں کر سکتے۔ کیا یہ سب الٰہی وعدے ان منافقوں کے حق میں پورے ہوئے۔ نعوذ باللہ من شرورِ الوسواس الخنّاس۔

۱۷: وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ''❷

---

❶ رسالہ سجادیہ صفحہ نمبر ۴۸۔ ❷ پارہ نمبر ۱۷، رکوع نمبر ۷، آیت نمبر

ترجمہ: ہم نے ذکر (تورات) کے بعد زبور میں لکھ دیا ہے کہ زمینِ موعود کے وارث میرے پاک بندے ہوں گے۔

اس آیت میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے۔اب دیکھنا چاہیے کہ یہ پیشگوئی کون سے زمانہ میں اور کس کے حق میں پوری ہوئی ہے۔خداوند علیم وخبیر فرماتا ہے کہ توریت [1] اور زبور میں پہلے ہی لکھا جا چکا ہے کہ ''الارض'' ارض مقدسہ (زمین کنعان) کے وارث میرے مخلص و پاک بندے ہوں گے۔اب بتائیے یہ زمین کس کے ہاتھ پر فتح ہوئی؟ حضرت فاروقِ اعظمؓ کے ہاتھ سے فتح ہوئی۔اور اس آیت کی رُو سے آپؓ ''عبادصالحون'' میں سے ہوئے۔کیا منافق بھی ''عبادصالحون'' کہلا سکتے ہیں۔

تین آسمانی کتب کی شہادت حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد میں پوری ہوئی:

اس سے زیادہ فخر کیا ہوسکتا ہے کہ ایک عظیم پیشگوئی، جس کی خبر تین آسمانی کتابیں دے رہی ہیں، وہ پیشگوئی آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد آپ کے سچے خادم فاروقِ اعظمؓ کے عہد میں پوری ہوئی ہے۔اور پھر طرفہ یہ کہ آج کل بھی اس سرزمین کے وارث تُرک (سُنی) ہیں۔شیعہ صاحبان پر یہ ہماری حجت ہے کہ وہ خدا کے نزدیک ''عبادصالحون'' میں شمار نہیں ہیں۔اگر ہیں تو کیوں اس ارض مقدسہ کی وراثت ان کو نصیب نہ ہوئی۔اور جو لوگ اس وقت بھی اس کے وارث ہیں ان کو ''عبادصالحون'' ماننے سے آپ کو کیا چارہ ہے؟ آؤ اب بھی خدا کے پاک بندوں (عبادصالحون) میں شامل ہوجاؤ۔ابھی وقت ہے۔آنکھیں

---

[1] توریت میں اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیمؑ سے وعدہ فرماتا ہے کہ میں تجھ کو اور تیرے بعد تیری نسل کو کنعان کا سارا ملک، جس میں تو پردیسی ہے، دیتا ہوں، ہمیشہ کے لئے۔(پیدائش باب نمبر ۷، آیت نمبر ۸) اور زبور میں بھی یہ ذکر موجود ہے، دیکھو، ۳۷، آیت ۲۳۔(دبیر)

بند کرنے کے بعد تو خبر ہو جائے گی۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ یہ آیت پاک ہمارے ہاتھ دیگر فرقہ جاتِ باطلہ، شیعہ، مرزائی، اور چکڑالوی وغیرہ کے خلاف زبردست حجت ہے کہ وہ ''عباد صالحون'' میں شمار نہیں ہو سکتے۔ ان نیک بندوں پر خدا تعالیٰ کی نظر عنایت کا مشاہدہ کرو۔ آج ساری پاک زمینیں (مکہ و مدینہ) خدا تعالیٰ نے سُنیوں کو عطا کی ہیں۔ اور تم حسرت سے دیکھ کر پیچ و تاب کھا رہے ہو۔ بتاؤ آج خدمتِ حرمین شریفین کا شرف کس کو نصیب ہے؟

اس مسجد الحرام میں جس میں حسبِ وعدۂ ایزدی ناپاک لوگ پاس تک نہیں پھٹکنے پاتے۔ متولی کون لوگ ہیں؟ یہی ''عباد صالحون'' فرقۂ ناجیہ ❶ اہل سنت والجماعۃ ہیں۔

۱۸: لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ❷۔

ترجمہ: خدائے رحیم نے نبی اور اُن مہاجرین اور انصار پر رحمت کی توجہ فرمائی، جو تنگی کے وقت آپ کے تابع ہوئے، بعد اس کے پھر جانے لگے تھے، اُن میں سے بعض کے دِل، پھر اُن پر رجوع برحمت فرمایا، خدا اُن پر شفیق اور بڑا مہربان ہے۔

حضرت عثمانؓ کی خدمت ساعۃ العسرۃ (جنگ تبوک) میں:

اس آیت میں حق تعالیٰ نے اُن مہاجرین و انصار کی تعریف فرمائی ہے۔ جنہوں نے ''ساعۃ العسرۃ'' یعنی جنگ تبوک میں شریک ہو کر آنحضرت ﷺ کی اتباع فرمائی، کیا اصحاب ثلاثہؓ اس جنگ میں شریک نہ تھے۔ بلکہ جناب امیر عثمانؓ نے اس مہم میں ایک قابل

---

❶ نجات یافتہ جماعت

❷ پارہ نمبر ۱۱، رکوع نمبر ۱۴، توبہ

قدر نمایاں مالی خدمت پیش کی تھی۔ وہ یہ کہ تین سو اونٹ مع جُملہ سامان کے، اور ایک ہزار اشرفی طلائی کی امداد دی تھی۔ اور یہ بات اُن کے کارناموں میں اب تک مشہور ہے ❶۔

۱۹: وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۔ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ❷۔

ترجمہ: اور بے شک خدا نے تمہاری بدر کی مہم میں نصرت کی تھی۔ جب تم کمزور ہو گئے تھے ۔سو تم اللہ سے ڈرو، تا کہ شکریہ ادا کرو۔ جبکہ تو کہتا تھا مومنوں سے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتے اتار کر تمہاری امداد کرے"۔

اس آیت میں شرکاءِ جنگِ بدر کو مومنین کا لقب درگاہِ رب العزت سے عطاء ہو چکا ہے۔ اور خلفاء ثلاثہؓ اس معرکہ بدر میں ضرور شامل تھے۔

۲۰: وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۔ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ❸۔

ترجمہ: اور جب تو صبح اپنے گھر سے جا کر مومنوں کو لڑائی کی جگہوں پر بٹھاتا تھا۔ خدا سننے والا اور جاننے والا ہے"۔

---

❶ ایک روایت میں ہے کہ آپؓ نے نو سو پچاس اونٹوں سے " جیش العسرۃ " کی تیاری کی" واتم الالف بخمسین فرسًا " اور پچاس گھوڑے دے کرا سے پورا ہزار کر دیا۔ یہ جنگ ماہ رجب ۹ ھ میں ہوئی تھی، اس موقع پر رسول اللہؐ نے فرمایا تھا، "ماضر عثمان ما عمل بعد ھذا الیوم" آج کے بعد عثمانؓ کو کوئی کام نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ (سیرت ذوالنورینؓ، ص ۵۹، از سید نورالحسن شاہ بخاری رحمہ اللہ، فتح الباری، جلد ۷، ص ۴۴)۔ (سلفی)

❷ پارہ نمبر ۴، سورۂ آل عمران، رکوع نمبر ۱۳

❸ پارہ نمبر ۴، سورۂ آل عمران، رکوع نمبر ۱۳

یہ آیت جنگِ اُحد کا واقعہ بیان کرتی ہے۔ اس میں شاملینِ جنگِ مذکور کے ایمان پر تصیص ہے۔ اس جنگ میں بھی خلفاءِ ثلاثہؓ شامل تھے۔

۲۱: وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِ المؤمنين❶۔

ترجمہ: ''خدا نے اُن (یہود) کے دلوں میں مسلمانوں کا رُعب ڈال دیا، اجاڑنے لگے اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے اور مسلمانوں کے ہاتھ سے''۔

اس آیت میں جن مسلمانوں نے رسولِ پاک ﷺ کے حکم سے یہود کے گھروں کو لوٹا تھا۔ خدا اُن کے ایمان پر گواہی دیتا ہے۔ اور اصحاب ثلاثہؓ ان مومنوں کے سرگروہ تھے۔ اور انہی ثلاثہؓ کی شمولیت اور تدبیر سے یہود کے گھر تباہ کئے گئے تھے۔ دیکھو جا بجا قرآن کریم ان کے ایمان کی شہادت دے رہا ہے۔ افسوس شیعہ کیوں نہیں غور کرتے؟

۲۲: وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ❷۔

ترجمہ: ''تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو، جو داعی الی الخیر، آمر بالمعروف اور ناہی عن المنکر ہو، یہ لوگ نجات پانے والے ہیں''۔

اب بتلایئے کہ اصحاب ثلاثہؓ میں یہ اوصاف نہ تھے؟ جبکہ اُنہوں نے اپنی زندگی ہی اسی للٰہی کام میں وقف کردی ہوئی تھی، تو بمنطوق آیتِ مذکورہ اُن کا صلاح و فلاح مان لیجیے۔

۲۳: فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ ۔ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۔ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ❸۔

---

❶ پارہ نمبر ۲۸، سورۂ حشر، رکوع نمبر ۱۔

❷ پارہ نمبر ۴، سورۂ آل عمران ❸ پارہ نمبر ۶، سورۂ مائدہ۔

ترجمہ: جلد خدا ایسی قوم لائے گا، جن کو رسول دوست رکھے گا اور وہ رسول کو دوست رکھیں گے۔ یہ قوم مسلمانوں پر مہربان، کفار پر سخت گیر ہے۔ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں، اور کسی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے، یہ خدا کی عنایت ہے، خدا وسیع علم والا ہے''۔

بتایئے! یہ قوم کون سی تھی، جو نبی کریم ﷺ کی سچے دل سے مُحب اور نبی کریمؐ اُن سے محبت رکھتے تھے۔ کیا ثلاثہؓ اس کے مصداق نہیں؟ کیا ''اصحاب رسولؐ'' اُن کا نام دنیا میں یونہی مشہور ہوگیا؟۔

۲۴: وَمَا لَهُمْ اَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا اَولِيَآءَهٗ اِنْ اَولِيَآؤُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ❶۔

ترجمہ: کیا ہے ان کو کہ اللہ ان کو عذاب نہ کرے اور وہ مسجد الحرام سے پیغمبر کا راستہ بند کرتے ہیں۔ اور وہ کافر مسجد کے متولّی نہیں ہیں، اس کے متولّی تو متقی لوگ ہیں، لیکن کافر نہیں جانتے''۔

بتاؤ مسجد الحرام کے متولّی کون لوگ تھے؟ جن کے متقی ہونے پر شہادتِ الٰہی مل رہی ہے۔ مسجد الحرام کے متولّی بعد وفاتِ نبی ﷺ یہی خلفاءِ راشدینؓ تھے۔ جن کو شیعہ لوگ ناواقفی سے منافق قرار دے رہے ہیں۔ اور رب العزت ان کو متقیوں کا لقب عطاء فرماتا ہے۔ یہی لوگ مسجد الحرام کے متولی رہے، اور خداوند کریم نے گواہی دی ہے کہ اس مسجد (الحرام) کی خدمت متقین ہی کے سپرد ہو سکتی ہے۔

۲۵: وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ۔ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ آمَنُوا مِنْكُمْ ❷۔

---

❶ پارہ نمبر ۹، سورۂ انفال، رکوع نمبر ۴۔ ❷ پارہ نمبر ۱۰، سورۂ توبہ، رکوع نمبر ۸۔

ترجمہ: بعض منافقوں میں سے وہ لوگ ہیں جو پیغمبر ﷺ کو اذاء (تکلیف) دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ وہ ایک کان ہے (یعنی ہر ایک کی بات سُنتا ہے) کہہ دے کہ کان سُننے والا تمہارے لیئے بہتر ہے، خدا کے کلام کی تصدیق کرتا ہے اور سچے مومنین کی بات مانتا ہے، اور تم میں سے ان لوگوں کے لئے رحمت ہے جو ایمان لائے ہیں"۔

اس آیت میں حق تعالیٰ نے صاف بتلا دیا ہے کہ رسول خدا ﷺ مخلصین مومنین کی باتیں سُنتے اور ان کی تصدیق فرماتے تھے۔ اور خالص مومنین پر آپ کی نظرِ عنایت و رحمت ہوتی تھی۔ اور یہ مسلّمہ بات ہے کہ اصحاب ثلاثہؓ آنحضرت ﷺ کی مجلسِ شوریٰ کے اعلیٰ ممبران تھے۔ آپ ﷺ جملہ اُمور میں ان سے مشورہ لیتے اور بہت باتوں میں انہی کے صلاح و مشورے پر عمل فرماتے۔ اور خدائے کریم فرماتے ہیں کہ نبیؐ کو اجازت ہی نہیں کہ غیر مومن لوگوں کی باتوں کو سُن کر تصدیق کرے۔ چہ جائیکہ ان کو مُشیر یا مصاحب گردانے اور نیز آپ ﷺ کی نظرِ عاطفت ❶ جس قدر ثلاثہؓ پر تھی، اس سے انکار نہیں ہو سکتا اور منطوق آیت سے ثابت ہے کہ آپ کی نظرِ عاطفت مومنوں پر ہی ہوا کرتی تھی۔ پھر شیعہ صاحبان کا آپ کے مصاحبین اور مخلص دوستوں کے ایمان میں شک کرنا سخت بے ایمانی ہے۔

شیعہ کے باطل الزام کی کتابُ اللہ سے تردید:

ہم نے دلائل ساطعہ ❷ قرآنی سے خلفاء ثلاثہؓ کا ایمانِ حقیقی اور ان کے فضائل ثابت کر دکھائے ہیں۔ اب اس امر کا بارِ ثبوت شیعہ کے ذمہ ہے کہ وہ اصحاب ثلاثہؓ کے نفاق پر کوئی ایک دلیل قرآنی بھی اس کے مقابل دکھا دیں۔ شیعہ اس بارِ ثبوت سے قیامت تک سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ اور کیونکر ہو سکیں، حق کو باطل پر ہمیشہ فوق ❸ رہتا ہے۔ اور

---

❶ مہربانی، شفقت ❷ بلند اور چمکتے ہوئے ثبوت۔ ❸ اُوپر۔

دروغ گو (1) کو ہرگز فروغ (2) نصیب نہیں۔ اب ہم اس مسئلہ میں ایک اور طریق سے بحث کرتے ہیں۔ اور یہ ہماری بحث بھی محض قرآنی دلائل سے ہوگی۔ شیعہ اور ہمارے درمیان متنازع امر فیہ امر یہ ہے کہ ہم اصحاب ثلاثہؓ کے ایمانِ کامل ومکمل کے مدعی اور ان کے فضائل کے معترف ہیں۔ اور شیعہ ان کو منافق، ناقص الایمان سمجھتے ہیں (3)۔ اب تحقیق حق کے لئے آسان طریقہ اور فیصلہ یہ ہے کہ ہم قرآن کریم میں سے مومنین مخلصین اور منافقین کے حالات کی پڑتال کر لیں۔ رب العالمین نے اپنے مومنین مخلصین کے دنیاوی اور اخروی انعامات عطا فرمانے کے وعدے فرمائے ہیں۔ اور منافقین کے لئے دنیاوی واخروی ذلت و عذاب کی وعید سُنائی گئی ہے۔ اور خدا کے وعدہ اور وعید میں کبھی تخلف نہیں ہو سکتا۔ اب ہمیں اصحاب ثلاثہؓ کی نسبت یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس سلسلہ میں وہ کس فریق میں شامل ہیں۔ چونکہ اخروی وعدہ اور وعید کا پورا ہونا تو دور ہے اور ان کا مشاہدہ ہمارے امکان میں نہیں ہے۔ سرِ دست صرف دنیوی وعدہ اور وعید کی طرف ہمیں توجہ کرنا چاہیے۔ جو ہمارے زیر مشاہدہ آچکا ہے۔ اگر اصحاب ثلاثہؓ کے حق میں وہ الٰہی وعدے جو مخلصین کے لئے دنیوی اعزاز واکرام ملنے کے ہو چکے ہیں پورے ہوئے ہیں، تب تو ہمیں ناچار ماننا پڑے گا کہ اصحابِ ثلاثہؓ مقبولین درگاہ باری تھے۔ جو اُس کے اعزاز واکرام سے بہرہ ور ہو چکے ہیں۔ اگر وہ

---

(1) جھوٹ کہنے والا۔

(2) روشنی۔

(3) عصر حاضر کے شیعہ مجتہد محمد حسین ڈھکو لکھتے ہیں "دراصل بات یہ ہے کہ ہمارے اور اور ہمارے برادرانِ اسلامی میں اس سلسلہ میں جو کچھ نزاع ہے، وہ صرف اصحاب ثلاثہ کے بارے میں ہے، اہل سنت ان کو بعد از نبی تمام اصحاب وامت سے افضل جانتے ہیں اور ہم ان کو دولتِ ایمان وایقان اور اخلاص سے تہی دامن جانتے ہیں۔ الخ۔ (تجلیات صداقت صفحہ نمبر ۲۰۱، طبع اوّل، ناشر انجمن حیدری، بھون روڈ، چکوال) (سلفی)

وعید مغضوب علیہ فریق (منافقین وکافرین) کی نسبت خدا نے فرمائی ہیں، اصحاب ثلاثہؓ ان کے موردو مصداق ہوئے ہیں۔تب مان لیا جائے گا کہ ان کا ایمان مقبول نہیں تھا۔

ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اصحاب ثلاثہؓ کے حق میں وہ تمام اعزازی وعدے جو دنیوی انعام کے متعلق تھے، پورے ہوگئے۔جن کا پورا ہونا مخلص عباد صالحون کے حق میں ضروری تھا۔اور وعید جو نافرمانوں کے حق میں ہیں، ان میں سے ایک بھی ان کی ذات پاک پر صادق نہیں ہے۔اول ہم اُن وعیدوں کا ذکر کرتے ہیں جو منافقین کی نسبت آیات پاک قرآنی میں ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ان کا اصحاب ثلاثہؓ پر نہ صادق آنا مع وجوہات بیان کرتے جائیں گے۔

۲۶: لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنته لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلاً مَّلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوا اُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيْلاً ـ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلاً ❶ ـ

ترجمہ: اگر باز نہ آئے منافق اور جن کے دل میں بیماری ہے، اور جھوٹ اڑانے والے مدینہ میں، لگا دیں گے تجھ کو ان کے پیچھے، پھر نہ رہنے دیں گے تیرے پاس اس شہر (مدینہ) میں، مگر تھوڑے دن، پھٹکارے ہوئے، جہاں پائے گئے، پکڑے گئے اور مارے گئے جان سے، دستور پڑا ہوا ہے اللہ کا اُن لوگوں میں جو آگے ہو چکے ہیں اور تو نہ دیکھے گا اللہ کی چال بدلتے۔

دیکھیے اس آیت میں خداوند کریم نے صاف خبر دی ہے کہ منافق اور مغشوش القلب ❷ عن قریب رسول علیہ السلام کی جماعت سے کٹ جائیں گے۔اور سوائے چند دن

---

❶ پارہ نمبر ۲۲، سورۂ احزاب، رکوع نمبر ۸۔

❷ کھوٹے دلوں والے۔

آنحضرت ﷺ کے پاس پھر رہ نہ پائیں گے۔ اور جتنے دن رہیں گے، ملعون دھتکارے ہوئے رہیں گے۔ پھر جہاں جہاں ہوگے ہلاک کردیئے جائیں گے۔ پھر اس وعید کے پورا ہونے تک تاکید میں فرمایا کہ یہی ہمارا قدیمی دستورالعمل ہے جو کبھی بدل نہیں سکتا۔

منافقین کی تباہی:

اب اس سے زیادہ منافقوں کی شناخت کا اور کوئی واضح طریقہ نہیں ہے کہ جو منافق تھے ان کا تو خدا کی اس وعید کے شکنجہ میں آنا ضروری تھا۔ ان کے لئے الٰہی دفتر میں سزاء موت کا قطعی حکم لکھا جا چکا تھا۔ اس سزا سے وہ بچ سکتے ہی نہیں تھے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ چند دنوں میں سب منافقین کھوٹے دلوں والے تباہ ہوگئے۔ اور اس پاک جماعت میں کوئی ایک بھی ناپاک آدمی باقی رہنے نہ پایا۔ اب اصحاب ثلاثہؓ کا حال ملاحظہ کیجئے کہ وہ تو رسول اکرم ﷺ کی مجاورت ❶ میں اخیر زندگی تک مدینہ میں ہی رہے اور عزت سے تقرب رسولی کا رتبہ ملا رہا، اور بعد از وفات آپ ﷺ کی پاک مسند پر سرفراز ہوئے۔ اگر اصحاب ثلاثہؓ (معاذ اللہ) بقول شیعہ منافق تھے تو بموجب وعیدِ مذکور کے کیوں فوراً ہلاک نہ کردیئے گئے؟ وہ کیونکر خدا تعالیٰ کے نافذ کردہ سزائے موت سے مخلصی پاگئے؟ کیا خدا کی وعید میں تخلف ہوسکتا ہے؟ شیعہ صاحبان سب مل کر زور لگاؤ، تمہارا اور ہمارا آخری فیصلہ ہے۔ اگر "لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَا" اور "قُتِّلُوْا تَقْتِيْلاً" کی وعید ثلاثہؓ کے حق میں پوری کر دکھاؤ تو بے شک انہیں "منافقون" اور "فی قلوبهم مرضٌ" کا الزام دینے میں تم سچے ہو۔ اگر یہ وعید ان کے حق میں پوری نہ کر سکو اور کسی طرح نہیں کر سکتے تو پھر اے شیعو تم جیسا جھوٹا پورے جہان میں کوئی نہیں۔ جو تفہیم الٰہی کو بھی سمجھنے پہ قادر نہیں۔ اللہ اکبر، کیا ان حضرات کو تم کبھی "لَا يُجَاوِرُوْنَكَ" کا مصداق بنا سکتے ہو؟ جو زندگی میں تو بجائے خود، بعد وفات بھی آنحضرت ﷺ کے پڑوس میں پہلو بہ پہلو، دوش بدوش سوئے ہوئے ہیں۔ غور کرو، پھر

---

❶ پڑوس، صحبت۔

غور کرو اور خوب غور کرو۔

۲۷: هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا وَلِلّٰهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ [1]۔

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں مت خرچ کرو اُن پر جو پاس رہتے ہیں رسولِ خدا ؐ کے، لیکن منافق نہیں سمجھتے۔

منافقوں کی شناخت:

اس آیت میں اور اس سے متصل اگلی آیت میں حق تعالیٰ نے منافقوں کی پڑتال کے دو نشان بتلائے ہیں۔ اول یہ کہ یہ وہ لوگ ہیں جو رسول ﷺ کی جماعت پر خرچ کرنے سے لوگوں کو روکتے ہیں، دوم یہ کہ دل میں گھمنڈ رکھتے ہیں اور منہ سے گپ ہانکتے ہیں کہ ہم رسول اور اس کی جماعت کو مدینہ سے نکال دیں گے۔ خداوند کریم ان کے جواب میں فرماتے ہیں کہ زمین و آسمان کے خزانے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ عزت و ذلت بھی اسی کے بس میں ہے۔ آخر کار عزت، رسول ﷺ ہی کی جماعت پائے گی۔ اب بتاؤ کہ اصحاب ثلاثہؓ لوگوں کو رسول کی جماعت پر خرچ کرنے اور ان کی نصرت کی ترغیب دیتے تھے یا ان کو منع کرتے تھے؟ اور مدینہ سے رسول اور ان کی جماعت کو نکال دینا چاہتے تھے یا اعداءِ اسلام کو؟ جن حضرات نے اپنی جان، اپنے مال اس ذات پاک پر قربان کر دیئے تھے وہ ''لَا تُنْفِقُوْا '' کے مصداق کبھی نہیں ہو سکتے۔ اور اگر اس آیت کے مصداق ہوتے تو ضرور تھا کہ بموجب حکم الٰہی اس عزت سے محروم رہتے جو مومنین سے مخصوص تھی۔ دیکھو ''وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ '' اور اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ اصحاب ثلاثہؓ نے دنیا میں

---

[1] پارہ نمبر ۲۸، سورۂ منافقون۔

بھاری عزت حاصل کی۔

۲۸: اَوَلَا یَرَوْنَ اَنَّهُمْ یُفْتَنُوْنَ فِیْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ ثُمَّ لَا یَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ یَذَّكَّرُوْنَ ❶۔

ترجمہ: کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہر ایک سال میں ایک دفعہ یا دو دفعہ مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں پھر توبہ نہیں کرتے اور نہ نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

منافقوں پر سال بھر میں دو دفعہ عذاب:

اس آیت میں منافقوں کا ایک نشان یہ بتلایا گیا ہے کہ وہ سال بھر میں ایک دو دفعہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہوں گے۔ بتاؤ تو ساری عمر اصحاب ثلاثہؓ نے کبھی دکھ یا کسی عذاب الٰہی کا مشاہدہ کیا؟ (جبکہ اس کے برعکس منافقین کئی اذیتوں میں مبتلا ہوئے)۔

۲۹: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ❷۔

ترجمہ: اے ایمان والو! مشرک لوگ پلید ہیں، اس سال کے بعد مسجد الحرام کے پاس یہ لوگ بھٹکنے نہ پائیں۔

اس آیت میں تمام ناپاک گروہ کے نام صاف حکم امتناعی جاری ہو چکا ہے کہ آئندہ اس پاک مکان مسجد الحرام کے نزدیک آنے نہ پائیں۔ اگر اصحاب ثلاثہؓ منافق تھے تو کیوں اس

---

❶ پارہ نمبر ۱۱، سورۂ توبہ، آیت نمبر ۲۶، شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں۔ ''یعنی ہر سال کم از کم ایک دو مرتبہ ان منافقین کو فتنہ اور آزمائش میں ڈالا جاتا ہے۔ مثلاً قحط، بیماری وغیرہ کسی آفت ارضی وسماوی میں مبتلا ہوتے ہیں یا پیغمبر علیہ السلام کی زبانی اُن کا نفاق اعلانیہ ظاہر کر کے رسوا کیا جاتا ہے۔ یا جنگ و جہاد کے وقت اُن کی بزدلی اور تیرہ باطنی بے نقاب کر دی جاتی ہے۔ مگر وہ ایسے بے حیاء اور بدباطن ہوتے ہیں، کہ تازیانے کھا کر بھی ٹس سے مس نہیں ہوتے، نہ پچھلی خطاؤں سے توبہ کرتے ہیں، نہ آئندہ کو نصیحت پکڑتے ہیں۔ (فوائد عثمانی ص ۲۷۴)

❷ پارہ نمبر ۱۰، سورۂ توبہ، آیت نمبر ۲۸۔

حکم سے مُستثنیٰ کیئے گئے؟

۳۰: يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ❶۔

ترجمہ: اے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کرو، اور اُن پر سختی کر، ان کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا، جو بُرا ٹھکانہ ہے"۔

اس آیت میں نبی کریم ﷺ کو حکم ہے کہ کفار اور منافقوں سے یکساں جہاد کیجئے۔ اور ان پر خوب سختی کیجئے، اب اگر اصحاب ثلاثہؓ منافق تھے تو کیوں ان سے جہاد نہ کیا گیا، بلکہ ان پر سختی کی بجائے "وارحم علیھم " کا سلوک روا رکھا گیا۔ معلوم ہوا ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ درجہ بدرجہ مومن کامل اور عاشقِ رسول ﷺ تھے۔

۳۱: لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ❷۔

ترجمہ: ناپاک گروہ کو دنیا میں ذلت ہی رہے گی اور قیامت میں عذاب عظیم (جہنم) میں پڑیں گے۔

اب اس آیت میں صاف ظاہر ہے کہ حق کے مخالفین کا نصیب دنیا کی ذلت ہے، اصحاب ثلاثہؓ کے لئے دنیا کی ذلت کا کوئی ثبوت پیش کرو (اور منہ مانگا انعام لو)

۳۲: فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ❸۔

ترجمہ: پس مت بیٹھ بعد میری نصیحت کے ظالموں کے پاس"۔

اس آیت میں اپنے حبیب ﷺ کو ظالم قوم کے ساتھ مجالست سے سخت ممانعت کی گئی ہے۔ اگر اصحابِ ثلاثہؓ بھی منافق یا ظالم ہوتے تو ہرگز نبی پاک ﷺ کی صحبت سے بہرہ ور نہ ہوسکتے۔

---

❶ پارہ نمبر ۲۹، سورۂ تحریم۔

❷ پارہ نمبر ۶، سورۂ مائدہ۔ ❸ پارہ نمبر ۷، سورۂ انعام

۳۳: اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ❶۔

ترجمہ: بالضرور ہم مجرموں سے انتقام لیا کرتے ہیں''۔

اگر اصحاب ثلاثہؓ مجرم ہوتے تو بجائے انتقامِ الٰہی کے اکرام و انعام کے ہرگز مستوجب ❷ نہ ہوتے۔

۳۴: لَا تَتَّخِذُو عَدُوِّی وَعَدُوَّکُمْ اولیآء ❸۔

ترجمہ: میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ''۔

اس آیت کی رُو سے اگر اصحاب ثلاثہؓ دشمنِ خدا و رسول ﷺ ہوتے تو بجائے اس کہ کہ اولیاء الرسول ﷺ (اصحاب نبی) کا امتیاز حاصل کرتے، کوئی ادنیٰ مومن بھی اُن کو دوست نہ رکھتا۔

۳۵: قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اِنّٰی یُؤْفَکُوْن ❹۔

ترجمہ: خدا ان کو ہلاک کرے سیدھی راہ سے کیسے پھرے جاتے ہیں''۔

اس آیت کا مضمون ہے کہ خدا اور منافقوں کے درمیان جنگ ہے۔ قَاتَلَ باب مفاعلہ پر غور ہو، یعنی منافق خدا سے لڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ ان کو ہلاک کرنے کی تدبیر میں ہے۔ دیکھیئے، ہار کس کی اور جیت کس کی ہے؟ اور ظاہر ہے کہ خدا کے ساتھ جنگ کرنیوالے کا انجام ہلاکت ہی ہوتا ہے۔ اگر حضرات ثلاثہؓ بھی منافقوں میں شامل تھے، تو پھر اس جنگ میں کیوں وہ خدا سے جیت گئے کہ خدا تو ان کو ہلاک کر کے بقول شیعہ کے خلافت علی المرتضیٰؓ کے سپرد کرنا چاہتا تھا، لیکن انہوں نے غلبہ کر کے خلافت بھی اڑا لی اور جان بھی

---

❶ پارہ نمبر ۲۱، سورۂ سجدہ

❷ جن پر انعام کا ہونا ضروری ہو چکا ہو۔

❸ پارہ نمبر ۲۸، سورۂ ممتحنہ۔

❹ پارہ نمبر ۲۸، سورۂ منافقون۔

بچالی۔ آؤ خدا سے ڈرو۔ ایسے واہیات خیالات سے باز آجاؤ۔ اب ہم چند آیات وہ لکھتے ہیں، جن میں مومنینِ مخلصین کے لئے اعزازی وعدے عطا ہونے کا بیان ہے۔ اور چونکہ بہت سی آیات اس مضمون کی پہلے ہم مفصل ذکر کر چکے ہیں۔ اس موقع پر تھوڑی سی آیات کا اختصار کے ساتھ لکھ دینا کافی ہے۔

۳۶: وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ آمَنُوا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ۔

اس کا ذکر مفصل مع کافی بحث پہلے گذر چکا ہے۔ یہ وعدۂ خلافت ثلاثہؓ کے حق میں پورا ہو چکا ہے [1]۔

۳۷: لَنُبَوِّئَنَّھُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً۔

(یعنی) ان کو دنیا میں اچھا ٹھکانہ دیں گے۔ اس کا مضمون بھی ثلاثہؓ کے حق میں پورا ہو چکا، (آخرت میں جنت) اور دنیا میں مَسندِ رسول ﷺ۔ سبحان اللہ۔

---

[1] شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

"الحمد اللہ کہ یہ وعدۂ الٰہی چاروں خلفاء رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں پر پورا ہوا۔ اور دنیا نے اس عظیم الشان پیشین گوئی کے ایک ایک حرف کا مصداق اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ خلفائے اربعہؓ کے بعد بھی کچھ بادشاہانِ اسلام وقتاً فوقتاً اس نمونہ کے آتے رہے اور جب اللہ چاہے گا، آئندہ بھی آئیں گے۔ (فوائد عثمانی ص ۴۷۷)

علامہ سیماب اکبر آبادی رحمہ اللہ نے اس کا منظوم ترجمہ یوں کیا۔

لائے جو ایمان تم میں سے، عمل اچھے کئے — اُن سے وعدہ کر لیا ہے (بالیقین) اللہ نے

سلطنت دنیا کی اُن کو (ایک دن) ہوگی عطا — اَن سے پہلے لوگوں کو، جیسے خلافت کی عطا

خوف کے بعد اُن کو (پھر) وہ امن کا دے گا صلہ — وہ بغیر شرک، طاعت میری رکھیں گے روا

(وحی منظوم، ص ۵۷۱، شائع کردہ، علامہ سیماب اکادمی، کراچی) (سلفی)

۳۸: اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ آمَنُوا ۔

ہم رسولوں اور ان کے سچے پیروکاروں کے مددگار رہتے ہیں۔

ثلاثہؓ کو نصرتِ الٰہی پوری مل چکی اور اسی نصرت کا نتیجہ تھا کہ باوجود تھوڑی سی فوج اور ناکافی سامان کے، ہر ایک معرکہ میں کفار کی کثیر التعداد افواج کے مقابلہ میں آخر جیت گئے۔ اور فارس و روم کی سلطنت لے لی۔ اور قیصر و کسریٰ کے خزانوں پر قبضہ کر لیا۔ اور چہار دانگ عالم میں اسلام کا نقارہ بجا دیا۔

۳۹: اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغَالِبُوْن ۔

یہ وعدہ پوری صفائی سے ثلاثہؓ کے حق میں پورا ہو گیا۔

۴۰: اِنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصَّالِحُوْن ۔

شیعہ کے باطل اتہام کی تردید پر زبردست ریمارک:

ارض یعنی زمینِ کنعان کے وارث، فاروقِ اعظمؓ ہو چکے۔ اب ذرہ شیعہ صاحبان منہ تو دکھائیں۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ مومنوں کے اعزازی وعدے منافقوں کو مل جائیں۔ اور خدا تعالیٰ کی بیان کردہ وعیدات سے وہ بچ نکلیں؟ حاشا و کلا۔ خدا کے وعدوں اور وعیدوں میں کبھی تخلف نہیں ہو سکتا۔ زمین و آسمان ٹل جاویں۔ لیکن خدا کے وعدے نہ ٹلیں۔ ہرگز سنت اللہ (الٰہی دستور العمل) میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ مومنوں کو منافق کہنے والے خود منافق ہیں اور "وَلٰکِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ لَا یَفْقَھُوْن" کے مصداق ہیں۔ یہ بالکل ناممکن تھا کہ اصحاب ثلاثہؓ باوجود منافقانہ ایمان رکھنے کے پھر اس الٰہی جماعت میں نہ صرف شمولیت بلکہ عزت اور امتیازات کے ساتھ نصرت رسولی حاصل کر سکتے۔ منافق تو جیسا کہ پہلی آیات میں مذکور ہو چکا ہے۔ رسول پاک ﷺ کی صحبت سے ہٹائے گئے اور اس درگاہ سے مطرود ❶ ہو کر آخر

---

❶ نکالے گئے، راندۂ شدہ۔

کار ''وَقُتِّلُوا تقتیلاً '' کی سزا بھگت چکے تھے اور جو بچے، وہ پاک بستی سے بالکل شہر بدر کیئے گئے اور ان کی ذلت کا فیصلہ بارگاہِ الٰہی سے ہو چکا۔ نیز منافق لوگ جتنا زمانہ دنیا میں رہے ان کے لئے ''اِنَّمَا یُرِیدُ اللّٰہُ اَنْ یُعَذِّبَھُمْ فِی الدُّنْیَا وَ تَزْھَقَ اَنْفُسُھُمْ '' کا فیصلہ پیش گاہ احکم الحاکمین سے صادر ہو چکا تھا اور بموجب اس حکم کے دُکھ اور عذابِ ذلت کی جیل میں دائم الحبس رہتے تھے۔ اور پھر باوجود اس کے سال بھر میں دو دفعہ کی قید تنہائی ''یُعَذِّبُونَ فِی کُلِّ عامٍ مَرَّتَین '' ان کے لئے لازمی ہو چکی تھی۔ وہ مسلمانوں کی جماعت سے بالکل الگ کر دیئے گئے تھے۔ فوجی خدمت (جنگی ملازمت) کا استحقاق ان سے ہمیشہ کے لئے چھین لیا گیا تھا۔ وہ کبھی زمرۂ مقاتلین میں شمولیت حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ باوجود اس قدر بیّن امتیازات کے پھر مومن اور منافق کی شناخت میں اشتباہ ہی کیا رہ سکتا تھا۔ خداوند کریم نے امتیازات سے منافقین کے ناپاک گروہ کو پاک مومنین سے بالکل الگ کر کے اپنا سچا وعدہ آیتِ قرآنی کے ذریعہ پورا کر دیا❶ بایں ہمہ اگر اصحاب ثلاثہؓ معاذ اللہ منافق ہوتے تو ہرگز ممکن نہ تھا کہ نبی علیہ السلام اور ان کی جماعت کے نزدیک مشتبہ حالت میں بے پرکھے ملے جُلے رہ سکتے۔ اگر شیعہ کہیں کہ رسول خداﷺ عالم الغیب تو نہ تھے کہ اندرونی حالت کا علم رکھتے۔ بلکہ ان کی ظاہری چکنی چپڑی باتیں سُن کر ان کو اپنے ساتھ ملائے رکھا۔ میں کہتا ہوں کہ اول تو ایک معمولی شخص بھی جو، کچھ نورِ فراست رکھتا ہو، ایک انسان ہر وقت اپنے رہنے والے کی اندرونی حالت سے ناواقف نہیں رہ سکتا۔ چہ جائیکہ نبی کریمﷺ جن کے پاک دل پر ہر وقت بارگاہ ایزدی سے الہامات کی بارش ہوتی تھی۔ دوم اگر نبی کریمﷺ ان کی حالت سے ناواقف تھے تو خدائے علیم وخبیر کے وسیع علم کے آگے وہ چھپے نہیں رہ سکتے تھے۔ وہ منافقوں کے اندرونی حالات سے واقف اور ان کی خفیہ و اعلانیہ باتوں کا سننے والا ہے۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے ''اَوَلَمْ یَعْلَمُوا اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ

---

❶ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلٰى مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ۔

سِرَّهُمْ وَنَجْوٰهُمْ ، وَاَنَّ اللّٰهَ عَلّامُ الغُیُوب۔ ترجمہ: کیا منافق نہیں جانتے کہ خدا ان کے رازوں کا واقف ہے، اور وہ چھپی ہوئی باتوں کا جاننے والا ہے ❶"۔ کیا ذاتِ علام الغیوب سے بھی اصحاب ثلاثہؓ نے اپنا نفاق چھپائے رکھا، یا خدا نے ان کا لحاظ کر کے اپنے رسول پاک ﷺ کو ان کے باطن پر مطلع نہ فرمایا؟ وہ ذات تو کسی کا لحاظ کرنے والی نہیں ہے۔ منافق لوگ ہر چند گھبراتے تھے کہ ہمارا پردہ نہ کھلے۔ لیکن علام الغیوب اپنے پاک رسول ﷺ کو ان کی بات بات کی اطلاع ہر وقت برابر پہنچا دیتے تھے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ کا مفہوم ہے"منافقوں کو اس بات کا دھڑکا لگا رہتا ہے کہ خدا مومنوں پر سورۃ بھیج کر منافقوں کا حال بتلائے، تو کہہ دو ڈرا کرو۔ خدا نے وہ چیز ظاہر کردینی ہے، جس کا ظاہر ہونے کا تمہیں ڈر ہے ❷۔

پس جب الٰہی اطلاع رسول پاک ﷺ کو پہنچ جاتی تھی تو پھر منافقوں کی زبانی صفائیاں اور ظاہرداری کی باتیں نامسموع ❸ ہوتی تھیں۔ یہ بات عجیب تر ہے کہ باقی تو سب منافقین کی ذرہ ذرہ باتیں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو بتلادیں، لیکن اصحابِ ثلاثہؓ کے نفاق کا پردہ خدا نے بھی نہ کھولا۔ افسوس شیعہ صاحبان کی عقل کدھر گئی؟

نہ اس پر بھی اگر سمجھیں، تو پھر ان سے خدا سمجھے۔

شیعہ صاحبان کا گھیراؤ:

ہم نے بفضلِ خدا ہر طرف سے گھیر کر شیعہ صاحبان کو جال میں پھنسالیا ہے۔ اب

---

❶ مصنف علیہ الرحمۃ بھی دیگر زعماءِ اہل سنت کی طرح علم "ما کان وما یکون" یعنی دنیا کے ذرہ ذرہ کا علم ہر آن میں ہمہ وقت صرف خاصہ باری تعالیٰ تسلیم کرتے ہیں۔ نیز یہی بات قدرے تفصیل سے آپ اپنی شہرہ آفاق تصنیف "آفتابِ ہدایت" میں بھی بیان کرچکے ہیں۔ (عبدالجبار سلفی)

❷ یَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَیْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِی قُلُوبِهِمْ قُلِ اسْتَهْزِءُوا اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُونَ۔

❸ ناقابلِ سماعت۔

کدھر کو بھاگیں گے، سبیل تو کوئی نہیں۔ شاید آخری عذر یہ پیدا کریں کہ واقعی اصحاب ثلاثہؓ حضور علیہ السلام کی زندگی میں تو مومنِ کامل ہی رہے۔ لیکن بعد وفات آنجناب ﷺ کے پھر وہ خلوص نہ رہا۔ دینِ حق سے پھر گئے، اور منافق ہو گئے۔ یہ بُودا عذر بھی ہم رد کرتے ہیں اور حق کا فیصلہ کیئے بغیر کبھی نہیں رہیں گے۔ اول تو پہلے مفصل ذکر ہو چکا ہے کہ خداوند کریم نے اصحاب ثلاثہؓ کا دائمی ایمان آیت استخلاف میں تسلیم فرمالیا ہے۔ اور یہ پہلے ہی سے اطلاع بخش دی ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ "یَعْبُدُوْنَنِیْ وَلَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا" کے مصداق رہیں گے۔ نیز ان کے لئے وعدۂ جنت حتمی ہو چکا ہے۔ اور جس شخص کا ایمان چند روزہ ہو، اس کے لئے وعدۂ جنت نہیں ہو سکتا۔ اور یہ کہ خداوند کریم نے ان کو اپنی رضا کا منشور بخش دیا ہے۔ اور ایسے اشخاص کو ایسا منشور نہیں مل سکتا، جس نے آخر خدا کی راہ سے پھر جانا ہو، نیز ان کو الٰہی دربار سے عزتِ دوامی مل چکی ہے۔ اور ایسے شخص کو کبھی عزت نہیں مل سکتی۔ جو اس عزت کا ناقدر شناس ہو اور آخر کفرانِ نعمت اس سے سرزد ہو۔

کوئی قوم ہدایت پا کر گمراہ نہیں ہو سکتی ❶:

ربّ العباد قرآن کریم میں فرما چکے ہیں "لَنْ یُضِلَّ اللّٰہُ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ ھَدٰھُمْ" یعنی خداوند کریم ہرگز ایک قوم کو ہدایت کے بعد پھر کبھی گمراہ نہیں کرتے۔ پھر اگر ہم اصحاب ثلاثہؓ کے ایمان کے بعد ارتداد مان لیں تو اس آیت پاک کی تکذیب کے مجرم ہوں گے۔ اگر شیعہ صاحبان اس موقع پر یہ اعتراض کریں کہ بعض لوگوں کا ایمان میں داخل ہو کر پھر جانا بھی تو قرآن سے ثابت ہے۔ چنانچہ بعض منافقین کے حق میں فرمایا ہے "قُلْ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ

---

❶ یہ سرخی قابل غور ہے۔ حضرت دبیر رحمہ اللہ نے "قوم" کا جملہ استعمال کیا ہے "فرد" کا نہیں۔ فرد یا کچھ افراد ہدایت کے بعد گمراہ ہو سکتے ہیں۔ لیکن من حیث الجماعت کوئی طبقہ جادۂ حق سے نہیں بھٹکتا۔ مصنف رحمہ اللہ نے حضرات ثلاثہؓ کو محض افراد نہیں، بلکہ ایک انجمن اور جماعت ثابت کیا ہے۔ اسی بحث کو اختتام تک پڑھیئے اور حق وصداقت کی خوشبو سے مشامِ جان نہال کیجئے۔

کَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ ''یعنی کہہ دے کہ اب معذرت نہ کرو تم ایمان لا کر پھر کافر ہو گئے۔

نیز فرمایا ''اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِھِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُھُمْ۔ (یعنی) بالتحقیق جو ایمان لائے، پھر مڑ گئے، پھر کفر میں بڑھتے گئے۔ان کی توبہ ہرگز مقبول نہ ہو گی''۔تو پھر اصحاب ثلاثہؓ کا ایمان کے بعد کفر مانا جائے تو کون سے خرابی عائد ہوتی ہے۔اس اعتراض کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ آیت مذکور السابق اور دوسری دو آیتوں کے معانی پر تدبر کر لو، خود ہی اعتراض دفع ہو جائے گا۔یہ تو ممکن ہی نہیں کہ کلامِ الٰہی میں تناقض ہو۔پھر غور کرو کہ اس میں کیا نکتہ ہے۔سو واضح ہو کہ دونوں مضامین کی آیات سچی ہیں اور ہرگز ان میں کوئی تناقض نہیں۔البتہ ان کے معنی کے لئے فہمِ سلیم درکار ہے۔

کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِھِمْ کے معنی:

بات یہ ہے کہ یہ تو ممکن ہے کہ کوئی ایک شخص یا چند اشخاص، جنہوں نے کسی مصلحت سے مومنوں کی جماعت میں داخل ہو کر اپنا ایمان مُشتہر کرا دیا۔لیکن صداقتِ ایمان ان کے دلوں میں پہلے ہی سے نہ تھی۔اور چند روز تذبذب کی حالت میں رہ کر مسلمانوں کے گروہ میں شامل رہے، اور آخر کار پھر اس پاک گروہ سے الگ ہو کر اپنی گمراہ قوم سے آ ملے اور'' کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِھِمْ '' کا مضمون ان پر صادق آ گیا۔لیکن کیا کہہ سکتے ہو کہ وہ پاک دل جو اول زمانہ دُعوت اسلام میں، جس وقت کوئی کسی قسم کے دنیوی منافع ملنے کی امید نہ تھی۔ محض خدا کی ہدایت سے سچے دل سے ہادیٔ اسلام ﷺ کے ہاتھوں ایمان لائے۔اور ساری عمر حمایتِ اسلام میں بسر کی اور ''کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الایمان '' کے مصداق بن گئے۔ اور خدا کے حضور سے مومنین، متقین، محسنین، فائزین اور مخلصین وغیرہ کے القابات حاصل کیئے اور اسی مخلص گروہ کے حق میں یہ الٰہی وعدہ ہے کہ ''لَنْ یُّضِلَّ اللّٰہُ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ ھَدٰھُمْ '' دیکھو اس آیت میں کیا عجیب نکتہ ملتا ہے۔وہ یہ کہ یہ تو ہو سکتا ہے کہ کوئی ایک فرد یا چند افراد ایمان لا کر پھر کفر اختیار کر لیں، لیکن یہ ہرگز نہیں ہونے کا کہ ایک قوم ہدایت پا کر

پھر گمراہ ہوجائے۔اب غور فرماؤ اصحاب ثلاثہؓ کا ارتداد (معاذ اللہ) افراد کا ارتداد نہیں، بلکہ ان کی گمراہی ماننے سے ایک قوم مہدیین کی گمراہی ماننا پڑتی ہے۔اور ایسا نہیں ہوسکتا کہ ایک پوری کی پوری ہدایت یافتہ قوم پھر گمراہ ہوجائے۔

اصحاب ثلاثہؓ کی گمراہی ماننے سے ساری قوم کی گمراہی ماننا پڑے گی:

اب ہم یہ دکھاتے ہیں کہ اصحاب ثلاثہؓ کی خلافت سے قوم کی ضلالت کس طرح ثابت ہوتی ہے۔سُنیے، چونکہ اصحاب ثلاثہؓ کو قوم نے اپنا امام اور اسلامی پیشوا مان لیا تھا۔ اور امام کی اقتداء قوم پر واجب ہے اور پوری قوم نے ان اماموں کی پوری اقتداء کی۔ان کے احکام قوم میں نافذ ہوتے تھے، اور جملہ دینی و دنیاوی اُموز میں انہی کے احکام کی تعمیل ہوتی تھی۔تو پھر اگر مان لیا جائے کہ یہ اصحاب ثلاثہؓ پیشوایانِ قوم واقعی گمراہ تھے تو ظاہر ہے کہ گمراہ امام کی اقتداء کرنے والی قوم سخت گمراہ ہوگی۔

چوں کفر از کعبہ برخیز د کجا ماند مُسلمانی۔

جب امام ناپاک کپڑوں میں بے وضو کھڑا ہو کر ایک صف کو نماز پڑھا رہا ہو تو کچھ شک نہیں کہ اس ساری صف میں سے کسی ایک کی نماز بھی درست نہ ہوگی۔شیعہ صاحبان! اگر خلفائے ثلاثہؓ منافق تھے اور مسلمان نہ تھے، تو پھر تم خود ہی مسلمان نہیں رہ سکتے ہو۔بتاؤ تو تم نے اسلام کہاں سے سیکھا۔کس کی بدولت مجموعہ ہدایاتِ اسلام (قرآن کریم) پہنچا؟ جن کے توسط سے تم نے پاک صحیفۂ آسمانی حاصل کیا۔جن کے طفیل تم کو ہدیہ اسلام نصیب ہوا۔ افسوس تم ان کو ہی مسلمان نہیں سمجھتے ہو۔

اگر ابوبکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ مسلمان نہیں تو دنیا میں کوئی مسلمان نہیں:

دوستو! اگر ابوبکرؓ و عمرؓ اور عثمان رضی اللہ عنہم مسلمان نہیں تھے، تو سمجھ لو کہ دنیا میں کوئی مسلمان ہی نہیں ہے۔کیونکہ جب اس قوم نے جو اس وقت موجود تھی، ان کافروں اور منافقوں (بقول شیعہ) کی پیروی کی، وہ ساری قوم کی قوم گمراہ ہوئی۔پھر جو اس گمراہ قوم کی

ذریات پیدا ہوئی، وہ بھی اپنے آباء واجداد کی طرح گمراہ ٹھہری۔ وقس علی ھذا تو گویا اس وقت سے لے کر آج تک کے کُل مسلمان بقول شیعہ گمراہ ہیں۔

کیا جناب علی المرتضیٰؓ ظالم تھے؟:

نیز اگر اصحاب ثلاثہؓ مسلمان نہ تھے، بلکہ منافق، ظالم اور کافر تھے۔ تو مولا علی المرتضیٰؓ اوران کے خاندان کے لوگ کیوں اُن منافقوں اور ظالموں کے ساتھ اخیر زندگی تک ملے جُلے رہے؟ کیا منافق اور کافر کی اطاعت کرنے والا یا موالات کرنے والا نافرمان اور ظالم نہیں ہوتا؟ اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں کافروں اور منافقوں کی دوستی سے منع فرماتے ہیں۔ اب صاف ظاہر ہے کہ اگر اصحاب ثلاثہؓ معاذ اللہ کافر ومنافق ہوتے تو جناب امیر علیؓ اوران کے پیرو کبھی ان سے دوستانہ تعلق اوران کی جماعت میں شمولیت اختیار نہ فرماتے۔ کیونکہ خداوند کریم نے صاف طور پر مغضوب علیہ قوم سے دوستانہ تعلقات رکھنے سے مسلمانوں کو روک دیا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی مسلمان کا کوئی کافر قریبی رشتہ دار بھی ہو اس سے دوستی کا برتاؤ رکھنا ممنوع ہے۔ قول ربانی دیکھو "یَـاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَآءَکُمْ وَاِخْوَانَکُمْ اَولِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْکُفْرَ عَلَی الْاِیْمَانِ وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ" ❶۔

تو صاف ثابت ہوا کہ اصحاب ثلاثہؓ جماعت مومنین کے سچے پیشوا مانے گئے تھے۔ اور جملہ اصحاب نبی جو تعداد میں ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب تھے، ان کو خلفاء صادق تصور کرتے تھے، اوران کی اطاعت فرض اوران سے دوستانہ تعلق رکھنا موجب فخر خیال کرتے تھے۔ جناب حضرت علیؓ ہر ایک معاملہ میں ان سے متحد اور متفق رہے اور صلاح و مشورہ میں شریک رہے، اور جنگ وقتال میں ان کے ساتھ شامل رہا کرتے تھے اور مال

---

❶ اے ایمان والو، اپنے باپ اور بھائیوں کو بھی دوست مت بناؤ، اگر وہ کفر کو ایمان پر ترجیح دیتے ہوں۔ اور جو اُن سے دوستی رکھیں وہ لوگ ظالم ہیں۔

غنائم سے برابر حصہ لیتے تھے۔ اور ایسا کیوں نہ ہوتا وہ الٰہی پیوند جو ان کے دلوں کو لگ چکا تھا، وہ کبھی ٹوٹنے والا نہ تھا۔ '' وَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ کا رحمانی قول ایسا صادق آیا کہ ان پاک دلوں کو کبھی ایک دوسرے سے کدورت تک پیدا نہ ہوئی۔ اور '' فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِهٖۤ اِخۡوَانًا '' کی بھائی بندی اخیر دم تک نبھاتے رہے۔ اور '' لَیَجۡمَعَنَّكُمۡ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ '' کا پورا ثبوت بہم پہنچائے گئے۔ افسوس شیعہ صاحبان کے دل کیسے سخت ہو گئے۔ باوجود ان آیات بیّنات کے پڑھنے کے، پھر سمجھ کو کیا ہو گیا؟ یہ خیال نہیں کرتے کہ اگر خلفاء ثلاثہؓ بخلافِ مرضی حضرت علیؓ، ان کا حق غصب کر کے خلافت کی چوکی پر بیٹھ کر ظالمانہ احکام چلاتے تو حضرت علیؓ کی مسلم الثبوت شجاعت اوّل تو ان کو اپنے جوہر دکھا کر ضرور نیچا دکھاتی اور بحکم '' اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّالَّذِیۡنَ هُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ '' معیت الٰہی اور نصرتِ ایزدی بھی ان کی مدد ہو کر ثلاثہؓ کو چین سے زندگی بسر کرنے نہ دیتی۔ اور ممکن نہ تھا کہ ثلاثہؓ شوکت حیدری اور پھر جبروتِ الٰہی کا مقابلہ کر سکتے۔ جس خدا نے اپنے مخالفین کو للکار کر کہہ دیا ہے کہ '' وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّكُمۡ غَیۡرُ مُعۡجِزِی اللّٰهِ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخۡزِی الۡكٰفِرِیۡنَ '' ① ۔ وہ ضرور اس قول کو پورا کر کے ان کو تہہ و بالا اور نیست و نابود کر دیتا۔ نیز اگر حضراتِ ثلاثہؓ ان سب باتوں سے بچ کر غلبہ حاصل کر جاتے تو کم سے کم اتنا تو جناب علیؓ کے لئے ضروری تھا کہ اس گمراہ قوم کو چھوڑ کر اپنا ڈیرا کسی اور مُلک میں اٹھا لے جاتے اور اپنی آنکھوں سے مسندِ رسول ﷺ پر ظالموں کی نشست اور غلط احکامات کا اجراء نہ دیکھتے۔ افسوس شیعہ صاحبان ناعاقبت اندیشی سے خلفاء ثلاثہؓ کے ذمہ جھوٹے افتراء باندھ کر جناب علی المرتضیٰؓ کی بھی سخت ہتک کرتے اور ان کو برے الزامات کا ملزم ٹھہراتے ہیں کہ وہ دیدہ و دانستہ ان منافقین و ظالمین کی تابعداری، ان سے موالات، مشاورت اور مجالست کے اجرام کے مرتکب ہوئے۔

---

① جان لو تم لوگ کبھی خدا کو عاجز نہیں کر سکتے اور اللہ کافروں کو تباہ کر دینے والا ہے۔

یہ حضرات شیعہ تو جب جوش میں آجاتے ہیں تو ایسی ایسی بیہودہ وشرمناک باتیں منہ سے نکالتے ہیں جو جناب شجاعت مآب (علیؓ) کی نہایت خفت اور توہین کا باعث ہوتی ہیں۔ چنانچہ کہا کرتے ہیں کہ ثلاثہؓ نے زبردستی آپؓ سے خلافت کا منصب چھین لیا، بنتِ رسولؐ کا ورثہ باغ فدک میں دبالیا۔ جناب بنتِ رسول ﷺ کے تقاضا کرنے پر سخت بے حرمتی سے ان کو دربار سے نکال دیا۔ اور یہاں تک بکواس کرتے ہیں کہ بنتِ رسول ﷺ کے بطنِ مبارک پر لات مار کر آپ کا حمل گرا دیا اور محسن کو شہید کر دیا۔ نعوذ باالله من هذه الخرافات ❶۔ ''تکادُ السّمٰوٰت یتفطّرنَ منهُ وتنشقُّ الارض'' شیعہ کے ان بے ہودہ اقوال کو نقل کرنے سے ہمیں شرم آتی ہے۔ لیکن ان کو ان خیالات کے مشتہر کرنے سے شرم نہیں آتی۔ اگر شیعہ صاحبان! تمہاری یہ باتیں سچی ہیں۔ تو پھر جناب حیدر کرارؓ پرلے درجے کے بزدل ٹھہرے۔ ظاہر ہے کہ ایک بھنگی تک اپنی جورو کی ایسی بے حرمتی دیکھ کر خاموش رہنا پسند نہیں کرتا، چہ جائیکہ خاوند اسد اللہ ہو اور (بقول شیعہ) ایک انگلی پر چودہ طبق زمین وآسمان اٹھا لینے میں شہرت رکھتا ہو، وہ اپنی بیوی کی ظالموں کے ہاتھ ایسی بے عزتی دیکھ کر لب تک نہ ہلائے اور بیوی بھی وہ جو سردارِ دو جہاں ﷺ کی بیٹی فاطمۃ الزہراؓ خاتونِ جنت ہو۔ کیا کوئی شخص یقین کر سکتا ہے کہ یہ رکیک خیالات مبنی بر صداقت ہیں؟ شیعہ صاحبان! یہ سب بیہودہ خیالات ہیں، آؤ ضد چھوڑ دو، دینِ حق کی تابعداری کرو۔ میں نے اب حضرات ابوبکرؓ اور عمرؓ وعثمانؓ کا سچا ایمان، ان کا تقویٰ، دیانت، صدق و احسان،

---

❶ حال ہی میں لاہور سے جاری ہونے والے ایک شیعہ رسالہ کے ٹائٹل پر حضرت عمرؓ اور سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کی تصاویر شائع کی گئی ہیں، حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں آگ دکھائی گئی ہے اور یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ حضرت فاطمہؓ کے گھر کو آگ لگا کر اذیت دے رہے ہیں۔ یہ تصاویر پہلے تو انٹرنیٹ پر تھیں، اب انہیں پرنٹ میڈیا پر لا کر فرقہ واریت کی آگ بھڑکائی جا رہی ہے۔ (ماہ نامہ ''افکارِ العارف'' مئی، ۲۰۱۰، لاہور)؛ کاش اصحاب رسول ا کے ان ازلی دشمنوں کو کوئی قانونی لگام دے، تاکہ سوادِ اعظم اہل سنت والجماعت کی دل آزاری نہ ہو۔

فوز الدارین، ان کا جنتی ہونا، ان کو دربارِ الٰہی سے پروانہ نجات ملنا، اوران کا استحقاقِ خلافت یہ سب باتیں قرآنی آیات سے ثابت کی ہیں۔ اورشیعہ کے اس ناپاک خیال کی تردید کتاب اللہ سے کی ہے کہ معاذ اللہ یہ لوگ منافق اور ناقص الایمان تھے۔ اور ہم نے اپنے مدعا کے اثبات میں کسی انسانی کتاب سے مدد حاصل نہیں کی، حتیٰ کہ کسی تفسیر سے بھی امداد نہیں لی گئی۔ صریح صریح الفاظِ قرآن سے اپنے مدعا کا زبردست ثبوت پیش کر دیا ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ اب شیعہ صاحبان خدا کی ان آیاتِ پاک کے جھٹلانے کی کوشش نہ فرمائیں۔ اور صِدقِ دل سے حق محقق کو مان لیں۔ مفت کی ضد اور ہٹ دھرمی سے کام نہ لیں۔ اس رسالہ کے لکھنے سے ہماری غرض مباحثہ بڑھانے کی ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ ایک شیعہ صاحب (احمد شاہ) نے ہمارے فرقہ اہل سنت والجماعت کے علماء کو میعادی نوٹس دے کر مجبور کر دیا ہے کہ ان کو جواب ضرور دیا جائے۔ پہلے تو مجھے خیال تھا کہ کوئی اور صاحب اس کا جواب شافی دے دیں گے۔ میں خوانخواہ اس مباحثہ میں نہ آؤں۔ لیکن جب دیکھا گیا کہ میعاد گذرنے لگی ہے اور اب تک کسی صاحب نے ادھر توجہ نہیں فرمائی۔ ایک صاحب مولوی ہدایت اللہ (امام مسجد صدر بازار، راولپنڈی) نے اس کے جواب میں ایک مختصر رسالہ شائع بھی فرمایا۔ لیکن میرے خیال میں وہ جواب تسلی بخش نہیں ہے۔ اس واسطے بحالت مجبوری مجھے قلم اٹھانا پڑا۔ چنانچہ صرف چار روز کے اندر بہت جلدی سے یہ رسالہ لکھا گیا ہے۔ جو حق تھا ہم نے ظاہر کر دیا ہے۔ اور محض کتاب اللہ سے حجت پکڑی گئی ہے۔ مانو یا نہ مانو تمہارا اختیار ہے۔ ہاں اگر کوئی صاحب اہل تشیع میں سے خوانخواہ ہمارے اس رسالہ کا جواب الجواب لکھنے کی تکلیف اٹھائیں تو اس کو بھی یہ پابندی ضرور کرنا ہوگی کہ ہماری طرز بحث کو مدنظر رکھ کر محض قرآنی دلائل سے ہمارے جملہ دلائل پر بالاستیعاب بحث کرے۔ ہم اس بارہ میں کسی انسانی کتاب کی سند خاطر میں نہ لائیں گے۔ یہاں ہمارا دعویٰ یہی ہوگا کہ ''حَسْبُنَا کتاب اللّٰہ'' اگر اس مذاق پر ہمارے ادلہ قرآنیہ کا جواب لکھنے کی طاقت ہے تو بسم اللہ

کیجئے۔ ہماری طرف سے بجائے چھ ماہ کے چھ سال کی میعاد دی جاتی ہے۔ براہ کرم ترتیب وار ہمارے جملہ دلائل پر منصفانہ بحث ہو اور معقولیت وتہذیب مدنظر رہے۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین ۔

راقم محمد کرم الدین دبیر عفی عنہ

ساکن بھیں، چکوال (پنجاب)

اکتوبر ۱۹۲۹ء میں حضرت دبیر رحمہ اللہ نے جب اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع کروایا تو آخر میں یہ شذرہ دیا۔

"**نوٹ**: اس کتاب کو شائع ہوئے تیس سال کا عرصہ گذر چکا ہے کتاب تمام شیعہ علماء و مجتہدوں کی خدمت میں ارسال کی گئی، باوجودیکہ اس کا جواب لکھنے کے لیے چھ سال کی مہلت دی گئی تھی، کسی شیعہ مولوی یا مجتہد کو اس کا جواب لکھنے کی جراٴت نہ ہوسکی، بلکہ ادلہ قاہرہ قرآنی کے سامنے سب مبہوت ہوگئے۔ وھذا من فضل ربی

تاریخ کتاب ''السیف المسلول لاعداءِ خلفاءِ الرسول ﷺ''

من العالم الالمعی ، والفاضل اللوذعی ، ابوالفیض محمد حسن الفیضی

(المدرس الاول للادب فی دارالعلوم النعمانیه فی اللاهور)

اخی المصنف

حمد الرافع دینه المتناهض　　شکرًا لخافض رافضٍ بتباغض

حبُّ النبیّ وَاٰلِہٖ مع صحبہٖ　　فرض بغیر مُناقضٍ و معارضٍ

باالله ثمّ رَسُولِہٖ وَباٰلِہٖ　　وبصحبہٖ استنصارنا فی العارضِ

یَا خاتم الرّسل الکرام وَاٰلِہٖ　　روحیِ فداکم طال شهر روافِضِ

سبّوا امیرالمومنین وطاعنوا　　فی الدین والقراٰن مثل حوارضٍ

نالوا من اهلك ما یشی بشانها　　وبشانك الاعلٰی بقولٍ واحضِ

زور دعاویهم وبهتٌ قولهم　　این الکذبُ من الدلیل الناهِضِ

للدین هم کاالدود اوکاالفاراو　　کاللصّ اور کاالذّبّ اوکاالقارضِ

تباً لدین کان لب لبابه　　لعن الاوائل سارة وروافضِ

ما ذاك من داب الکرامه ولیس من　　دین النبي عدیدُ عیب الغائضِ

بل کان من شِیَمِ النبي واٰلِہٖ　　ستر العیوب وعفو اهل غضائضِ

غضّوا العیون من العدارة ترحّمًا　　بل اَحرمُوهُم باالجمیلِ الفائِضِ

عـاشوا مجير الجائرين جوارهم ‏ سُـحبًـا لـقـلـب صـالحٍ او حـامض

يـاواقـعيـن عـلى المثالب مثل ما ‏ يـقـع الاذبّة فـوق خـرقتـه حائض

من علّم وحشيَّ بن حرب رحمةً ‏ واجـار كـعبـا كان اخوض خائض

وازاح سبًّـــا عـن ابـى جهـلٍ اذا ‏ لاذابـنـــه واتـي بـوجـه بـائـض

هيهات لا يرضى الرسول بفحشكم ‏ يـنهى عن الفحشاء وحىُ القابض

هـذا كـتــابٌ قــالِعٌ لا ساسـكـم ‏ لاخـى الـعـظـمظم للفوائد نافض

نـحـن الـكـرام ولا يبـارىٰ قولنـا ‏ نـطـفـى دلائـلـنـا دليل محـارض

مـن شك فـليـنـظـر كتـابـا نـادفـا ‏ قول العدى كاالعهن تحت محابض

اللّـه يهـديهـم ويـكـفـى شرّهم ‏ وهـو الـعـدوّ لـكـل عـاد جـائض

فـكـرت فـى التـاريخ فكرًا غائرًا ‏ فـافـاد فـى العيـاضُ ردالروافض

انـا خيـرٌ من شاق الفصاحة لفظه ‏ ورقـىٰ سـمـاء بـلاغتـه بقرائض

يـحـمـى بـاالـفيض الا له بفضله ‏ مـن شيـن شـوب نـقائض ونقائض

☆......☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ

أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ